رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN PUNJAB.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

اچھوت بھائیوں کے نام

اسلام خدا تعالیٰ کا مذہب ہے اور اس میں سب قوموں کی بہتری کا سامان ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل پیغام لکھنؤ کی اس کانفرنس مذاہب میں پڑھا گیا جو اچھوت اقوام نے اس لئے منعقد کی۔ کہ وہ اپنے لئے سچا مذہب منتخب کریں۔

برادران! آپ لوگوں کے سامنے ہمارے دعوت و تبلیغ کے سکرٹری کی طرف سے ایک مضمون پڑھا گیا ہے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے مذاہب کی طرف سے بھی ایسے مضامین پڑھے گئے ہیں۔ جن میں ان مذاہب کی خوبیوں کو پیش کیا گیا ہے۔ مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ میں بھی اختصاراً اس موقعہ پر کچھ کہوں۔ سو میں آپ لوگوں کی خیر خواہی کو مدنظر رکھ کر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مذہب کا معاملہ ایک نہایت ہی نازک معاملہ ہے۔ اگر بنی نوع انسان کا پیدا کرنے والا کوئی خدا ہے۔ اور اگر مذہب اس خدا اور بندہ کے تعلق کو استوار کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو یقیناً مذہب کو کھیل اور تجارت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے بے شک سچے مذہب میں تمام بنی نوع انسان کی بہتری کے ذرائع موجود ہونے چاہئیں۔ لیکن ہمیں صرف اس غرض کیلئے کوئی مذہب قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے ماننے والے ہم سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اگر ایک سچے مذہب کے پیرو کسی وقت اپنے خدا کی تعلیم کو بھول کر ایک جماعت پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ جماعت اس سچے مذہب کو چھوڑ کر ایک جھوٹے مذہب کو اس لئے قبول کرے کہ اس میں اسے کچھ سہولتیں حاصل ہونگی۔ مذہب کسی کی جائیداد نہیں۔ اگر ایک مذہب کے پیرو اپنے مذہب کی تعلیم کے خلاف کوئی کام کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کی اصلاح کریں۔ نہ کہ اس مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں چلے جائیں۔ جس کی سچائی کو ان کا دل قبول نہیں کرتا۔

میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اسلام خدا تعالےٰ کا مذہب ہے۔ اور اس میں سب قوموں کی بہتری کا سامان ہے۔ لیکن میں آپ سے ہرگز نہیں کہتا۔ کہ چونکہ اس میں آپ کو چند دنیوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ آپ اس کو قبول کر لیں۔ میں ان ظلموں سے واقف ہوں۔ جو ہزاروں سال سے آپ پر ہو رہے ہیں۔ اور میں یہ کہہ کر زیادتی نہیں کرنی چاہتا۔ کہ آپ بغیر تحقیق کے ایک مذہب کو جو آپ کو زیادہ دنیوی فائدہ دیتا ہو۔ قبول کر لیں۔ بلکہ اے مظلوم قوم! میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آپ مذہب کو مذہب کی خاطر قبول کریں۔ اور اپنے رب کا وصال حاصل کرنے کے لئے ایسا کریں۔ تاکہ اگر آپ کی دنیا خراب ہوئی ہے تو آپ کی آخرت تو خراب نہ ہو۔

پس غور کریں۔ اور دعا کریں۔ اور جوش اور غضب کو دل سے نکال دیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے التجا کریں۔ کہ وہ آپ کو سچا راستہ دکھائے۔ پھر جو سچا راستہ آپ کو معلوم ہو۔ اس کو قبول کر لیں۔ خواہ اس کے موجودہ ماننے والوں کی حالت کچھ ہی ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر فضل کرے۔ اور آپ کے دکھوں کو دور کرے۔ اور اس کی رحمت آپ لوگوں کو اس دنیا میں بھی ڈھانک لے۔ اور آخرت میں بھی ڈھانک لے۔ کیونکہ آپ نے بہت عرصہ تک ظلم سہے ہیں۔ اور آپ فی الواقعہ خدا کے فضل کے مستحق ہیں۔

خاکسار

مرزا محمود احمد قادیان

قادیان کی درسگاہیں اور احباب جماعت کا فرض

اس وقت جبکہ تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ میں احباب کو قادیان کی درسگاہوں سے فائدہ اٹھانے کی طرف پھر متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ نہ صرف یہ کہ قادیان کی درسگاہیں ہماری جماعت کی قومی درسگاہیں ہیں۔ جو جماعت کے مشترکہ چندہ سے چل رہی ہیں۔ اور ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اپنے بچوں کو قادیان میں بھجوا کر ان درسگاہوں کی ترقی کے لئے کوشاں ہو۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ قادیان اس زمانہ کے مامور من اللہ کا تخت گاہ اور اس کے خلیفہ برحق کا صدر مقام ہے۔ اور اپنے اندر ان روحانی فیوض سے متمتع ہونے کا سامان رکھتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نازل فرمائے ہیں۔ اور فرما رہا ہے۔ کوئی مخلص احمدی جو استطاعت رکھتا ہے۔ اپنے بچوں کو اس نعمت سے محروم نہیں رکھ سکتا۔ جو قادیان میں تعلیم دلانے سے انہیں حاصل ہو سکتی ہے۔ حقیقتاً اس زمانہ میں مادیت اور دنیا پرستی کی جو زہر آلود ہوائیں دنیا کی فضاء کو مسموم کر رہی ہیں۔ قادیان کی ہوا نہ صرف ان زہریلے اثرات سے محفوظ ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح کے پاکیزہ انفاس کے طفیل اس ہوا میں وہ تاثیر پیدا ہو چکی ہے جو مادیت اور بے دینی کے جراثیم کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ اسی لئے گذشتہ سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کی ترقی کے لئے جو سکیم تجویز فرمائی تھی۔ اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ احمدی احباب اپنے بچوں کو قادیان کی درسگاہوں میں تعلیم دلائیں۔ اور تاکید فرمائی تھی۔ کہ سوائے کسی معذوری یا مجبوری کے کوئی احمدی بچہ اس نعمت سے محروم نہ رکھا جائے۔ سو اب جبکہ نیا تعلیمی سال شروع ہو رہا ہے۔ میں احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی یہ تحریک یاد دلاتے ہوئے اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں نے اس وقت تک اس معاملہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے منشاء کو پورا نہ کیا ہو۔ ان کے لئے وقت ہے۔ کہ اپنے بچوں کو قادیان بھیجو اکر ہم خرما و ہم ثواب کا موقعہ حاصل کریں۔ قادیان میں خدا کے فضل سے احباب کے بچے نہ صرف دنیوی تعلیم سے متمتع ہوں گے۔ بلکہ دینی تعلیم بھی حاصل کریں گے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایمان پرور خطبات اور آپ کی زندگی بخش صحبت سے بھی فیض یاب ہوں گے۔ پس اگر آپ اپنے امام کی تحریک کو قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کو بیرونی زہریلی ہوا سے بچانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اپنی اولاد کے متعلق اس بات کے خواہشمند ہیں کہ وہ دنیا میں ترقی کرنے کے علاوہ دین کے بھی درخشندہ ستارے بنیں۔ اگر آپ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ آپ کی نسل بچپن سے ہی سلسلہ کی محبت اور غیرت کا خمیر حاصل کرے۔ جو اس کے گوشت پوست کا جزو بدن بن جائے۔ تو اپنے بچوں کو قادیان بھجوائیں۔ جہاں ان کی ضرورت کے لئے ہر قسم کی درسگاہ موجود ہے۔ یعنی مردانہ درسگاہ بھی ہے۔ اور زنانہ بھی خالص دینی درسگاہ بھی ہے۔ اور ایسی بھی جہاں دینی اور دنیوی تعلیم پہلو بہ پہلو دیتی ہے۔

اس وقت قادیان میں جو درسگاہیں سلسلہ کے نظام کے ماتحت چل رہی ہیں۔ وہ (صنعتی درسگاہوں کو الگ رکھتے ہوئے جن کے متعلق بذریعہ خط و کتابت حالات دریافت کر سکتے ہیں) یہ ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ مدرسہ احمدیہ قادیان۔ جامعہ احمدیہ قادیان اور نصرت گرلز ہائی سکول قادیان۔ ان چاروں درسگاہوں کے حالات احباب کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی۔ ابتداء میں یہ شہر میں ایک چھوٹی سی عمارت میں تھا۔ اب اس کی شہر سے باہر ایک عالیشان عمارت ہے جس کے ساتھ وسیع بورڈنگ ہاؤس اور کھیلنے کے میدان ہیں۔ اس درسگاہ میں انٹرنس تک مروجہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس کے ساتھ ایک بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید بھی جاری کیا ہے۔ جس میں بچوں کی اخلاقی دینی اور روحانی تربیت کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اور ان کے طبعی تقاضے کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خاص ہدایات کے مطابق علمی طریقوں سے تربیت کی جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے یہ تجربہ بہت کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔ (مفصل قواعد وضوابط بورڈنگ تحریک جدید کے پراسپکٹس میں درج ہیں۔ جو انچارج صاحب تحریک جدید سے مل سکتے ہیں) تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جملہ اخراجات معہ فیس مدرسہ ۱۰ سے ۵ا روپیہ ماہوار تک ہیں۔

(۲) دوسری درسگاہ مدرسہ احمدیہ ہے۔ جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی سابقہ عمارت میں اندرون شہر واقعہ ہے۔ اس میں دینیات اور علوم عربیہ کی تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل مقصد کے مطابق دی جاتی ہے۔ اور ساتھ ساتھ ایک حد تک انگریزی اور دیگر علوم مروجہ کی تعلیم بھی بقدر ضرورت دی جاتی ہے۔ داخلے کے لئے پرائمری پاس کی شرط ہے۔ یعنی پرائمری پاس لڑکا اس مدرسہ کی پہلی جماعت میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور مدرسہ کا کورس سات سال کا ہے۔ اس وقت تک اس سکول میں کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ ماہواری خرچ ہر قسم کے طلباء کا خیال رکھتے ہوئے سات روپے ماہوار سے لیکر دس روپے ماہوار تک سمجھا جا سکتا ہے۔

(۳) تیسری درسگاہ جامعہ احمدیہ ہے۔ جس میں مدرسہ احمدیہ کے پاس شدہ طلباء لئے جاتے ہیں۔ یہ گویا علوم شرقیہ کا ایک کالج ہے۔ جس کے طلباء کی دینی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھنے کے علاوہ ان کو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اور ان پاس شدہ طلباء میں سے مبلغین کلاس کے لئے جس کا کورس دو سال کا ہے۔ انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس کا خرچ بھی مثل مدرسہ احمدیہ کے ہے۔ کیونکہ اس درسگاہ میں بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ مگر چونکہ لڑکے بڑی عمر کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ماہوار خرچ کی اوسط میں کم و بیش دو روپے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ اخراجات جو بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں خرچ پارچہ جات وغیرہ شامل ہے۔

(۴) چوتھے مدرسہ بنات موسومہ نصرت گرلز ہائی سکول ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ یہ درسگاہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ہے۔ جس میں انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اس میں بالعموم ان دوستوں کی لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ جو قادیان میں رہائش رکھتے ہوں۔ یا بعض ایسے دوستوں کی لڑکیاں بھی اس جگہ تعلیم پاتی ہیں۔ جو آپ تو قادیان سے باہر رہتے ہوں۔ مگر انہوں نے اپنے اہل و عیال کو قادیان میں رکھا ہوا ہے۔ وہ خود وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہتے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ اس درسگاہ کے متعلق ابھی لڑکیوں کے لئے کسی بورڈنگ کا انتظام نہیں ہو سکا۔ بس جو بیرونی دوست اپنے طور پر کوئی انتظام کر سکیں وہ اس درسگاہ میں لڑکیوں کو تعلیم دلا سکتے ہیں۔ اس سکول میں علاوہ مروجہ تعلیم کے دینی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

چونکہ اس وقت تعلیمی سال کا آغاز ہے اس لئے احباب کو بہت جلد اپنے بچوں کو داخلہ کے لئے بھجوا دینا چاہیئے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت مخدوم الملتہ کی روایات

(۱)

مجھے خوب یاد ہے۔ کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان حضرت صاحب کے مکان کی تلاشی کے لئے آئے تھے (قتل لیکھرام کے سلسلہ میں۔ عرفانی) اور قبل از وقت اس کا کوئی پتہ اور خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی ہو سکتی تھی۔ اسکی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب (حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ۔ عرفانی) نے سن لیا۔ کہ آج وارنٹ (ہتھکڑی) سمیت آویگا۔ میر صاحب تو اس باختہ سراز بانشناختہ حضرت کو اسکی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبہ رقت کی وجہ سے بمشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا۔ حضرت اس وقت نور القرآن لکھ رہے تھے۔ اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون درپیش تھا۔ سر اٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا۔ میر صاحب! لوگ خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا:۔

مگر ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفاء و مامورین کی ایسی رسوائی نہیں کرتا۔

میں دہلی۔ پٹیالہ۔ لودہانہ۔ امرتسر۔ لاہور۔ سیالکوٹ کپورتھلہ کے سفروں میں ساتھ رہا ہوں۔ کیا کیا ناگوار امور ان موقعوں پر پیش آئے۔ اور اس اسد اللہ الغالب نے کس بے التفاتی سے انہیں دیکھا۔

میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ مجھے انہیں اداؤں نے اور کہیں کا نہیں رکھا۔ ہر روز قوم ناسپاسی کی طرف سے ایک دن کے دکھانے والی بات تقریراً تحریراً واقع ہو جاتی ہے۔ مگر مامور الہٰی کے قدم میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوتی۔

(۲)

حضرت کے حضور دعاؤں کے لئے بکثرت خطوط آتے تھے۔ ایک موقعہ پر فرمایا۔ کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھ میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے۔ کہ میں کسی شخص کو معلوم کر لوں۔ کہ یہ خدمت دین کا سزاوار ہے۔ اور اس کا وجود خدا کے رسول کے لئے اور خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ اور ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھ کو پہونچتا ہے۔ فرمایا۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جن سے بن پڑے پھر فرمایا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک قدر و عزت اس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مرجائیں۔

(۳)

ایک روز میں حضرت اقدس کی خدمت میں اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالےٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا:۔

میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہونچ جاتی ہے۔ لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں۔ کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں۔ تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے۔ کہ اب یہ بھرے گی۔ اور خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر فرمایا۔ کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے۔ جو ذوق اور سرور خدا تعالےٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے۔ میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ اور وہ حالت بہت ہی راحت بخش اور طمانینت انگیز ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا۔ ان دنوں جبکہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم میں مبتلا رہتے تھے۔ وہ بسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرماتے تھے۔ کہ

یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے۔ اس کے نزدیک کوئی غم نہیں آتا۔

(۴)

ایک مرتبہ بریلی کے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ کہ اگر آپ وہی مسیح موعود ہیں۔ جن کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ تو آپ قسم کھا کر اس کا جواب دیں۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ (جو حضرت اقدس کے خطوط کا جواب دیا کرتے تھے۔) حضرت کے بعض شائع شدہ الفاظ میں جواب دے دیا۔ مگر اس نے لکھا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود اپنے قلم سے قسمیہ لکھیں۔ بعد نماز مغرب حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے قصہ بیان کیا۔ اور قلم دوات کاغذ پیش کیا۔ حضور نے فوراً کاغذ ہاتھ میں لیا اور اس پر اپنے قلم سے لکھا۔

"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے۔ اور اب بھی اس پرچہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ

میں وہی مسیح موعود ہوں

جس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفیٰ باللہ شہیدا"

الراقم مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ وایدہ۔ ۱۷ اگست سنہ ۱۸۹۹ء

مجھ کو اس پر تنقید کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسلوں سے بڑھ کر کوئی اتنا زبردست ایمان نہیں رکھتا۔ وہ خود بھی اپنی ماموریت پر ایمان لاتے ہیں۔

روایات

بیان کردہ مولوی مدد خاں صاحب انسپکٹر بیت المال

مولوی مدد خاں صاحب سنہ ۹۶-۹۵ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ان کے احمدی ہونے کا باعث راجہ عطاء اللہ خاں صاحب ہوئے راجہ صاحب گلگت میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ اور کشمیر میں اقامت رکھتے تھے۔ راجہ صاحب کو خدا تعالےٰ نے اس نور سے منور کیا۔ وہ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔ اور قادیان بھی تشریف لائے۔ حضور کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راجہ صاحب کو اجازت دی تھی۔ کہ وہ کشمیر میں بیعت لے لیا کریں۔ چنانچہ مولوی مدد خاں صاحب کو ان کے ذریعہ سے ہی سلسلہ کا علم ہوا۔ اور انہی کے ہاتھ پر بیعت (پہلی بیعت) کی۔ بیعت سے قبل آپ فرقہ موحدین میں داخل تھے۔ اور موحد کے نام سے مشہور تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ابھی مہاراجہ جموں کشمیر کے پاس بطور شاہی طبیب کے کام کرتے تھے۔ اور جموں میں ہی اقامت پذیر تھے۔ مولوی مدد خاں صاحب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی آیا جایا کرتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی موحد کہلاتے تھے۔

سفر قادیان

جیسے جیسے احمدیت کی عظمت [illegible] ویسے قادیان کا شوق بڑھنے لگا۔ آخر شہر اپنے ملک کو خیر باد کہکر قادیان کو روانہ ہو گئے۔ اس وقت مولوی مدد خاں صاحب کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔ اس وقت ان کو دو اچھی ملازمتیں بھی ملتی تھیں

مگر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور صحبت پر ان ملازمتوں کو ترجیح دی۔ اور قادیان پہونچ گئے۔ حضور کا چہرہ انور دیکھ کر سب کلفتیں دور ہو گئیں۔ اور طبیعت نے فیصلہ کر لیا۔ کہ اب کسی اور جگہ نہیں جاؤنگا یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ قادیان کی زندگی ایسی سادہ تھی۔ کہ یہاں کوئی کام ملتا نہیں تھا۔ خورد و نوش کی ضرورت بھی میسر نہیں آتی تھیں۔ احباب لنگر خانے سے کھانا کھاتے تھے۔ مددخاں صاحب چونکہ جوان تھے۔ اس لئے ان کی خواہش تھی۔ کہ مجھے کوئی کام مل جائے۔ اور میں اپنی روزی خود پیدا کر سکوں۔ اور لنگر پر بوجھ نہ ہوں۔ اسی طرح ان کی یہ بھی خواہش تھی۔ کہ حضور کی زندگی میں میری وفات ہو۔ اور حضور میرا جنازہ پڑھیں تا میرے گناہ معاف ہوں۔

وہ یہ کوشش کرتے تھے۔ کہ کسی نہ کسی طرح حضور کو میرا نام یاد ہو جائے۔ تا کہ دعا میں یاد آ سکے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ایسی راہیں پیدا کر دیں۔ کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے۔ ملازمت بھی مل گئی۔ اور حضور کی خدمت کا موقعہ بھی میسر آ گیا۔ قادیان میں شادیاں بھی ہوئیں۔ صاحب اولاد بھی ہوئے۔ صاحب مکان بھی ہو گئے۔ اور خدا تعالےٰ نے برکت پر برکت دی۔ آجکل آپ بیت المال میں انسپکٹر ہیں۔

(ایڈیٹر)

(۱)

مقدمہ کرم دین کے ایام کی بات ہے۔ کہ کتابوں کی حفاظت کے لئے مجھے اور سید احمد نور صاحب اور شیخ حامد علی صاحب مرحوم کو گورداسپور بھیجا گیا۔ جب ہم لوگ گورداسپور پہونچے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ ان دنوں میں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب گوڑیانی اسسٹنٹ سرجن گورداسپور میں لگے ہوئے تھے جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ہم نے ان کی حالت دگرگوں پائی۔ وہ سخت پریشان تھے۔ جب ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ کہ یہاں یہ منصوبہ ہے۔ کہ حضورؑ کو حوالات میں بھیج دیا جائے۔ خواہ پانچ منٹ کے لئے کیوں نہ ہو۔ میں نے سن کر کہا۔ کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ اس سے آپ کے رتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ یہ انسانی باتیں ہیں۔ اور انبیاء کے ساتھ ایسی باتیں ہوتی آئی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا اگر ایسا ہوا۔ تو میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں مر جاؤنگا۔ کیونکہ مجھ سے ایسی بات نہیں دیکھی جا سکتی۔ پھر میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔ کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ کوئی حضرت اقدس سے جا کر کہدے کہ حضور بیماری کا سرٹیفکیٹ لے لیں۔ اور پیشی پر نہ آئیں۔ خواہ سو روپیہ خرچ ہو جائے۔ [illegible] جو بھی خرچ ہوگا۔ میں اپنے پاس سے دونگا [illegible] مجھے ایک لالٹین دے دیں۔ انہوں نے مجھے لالٹین دے دی کھانے کے لئے نہ انہوں نے مجھے پوچھا اور نہ میں نے ان کو کہا۔ الغرض لالٹین ہاتھ میں لیکر میں قادیان واپس آیا۔ میرے پیچھے پیچھے دو آدمی اور آ گئے۔

شیخ حامد علی صاحب اور ایک اور دوست جنکا نام اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ غالباً احمد جان تھے۔ اس طرح ہم تین ہو گئے۔ وہ اس لئے آئے تھے۔ کہ میں چونکہ راستہ سے ناواقف تھا۔ اور میری عمر چھوٹی تھی۔ ان کو خیال ہوا۔ کہ میں راستے سے بھٹک کر کسی اور طرف نہ چلا جاؤں۔

الغرض ہم تینوں آدمی رات اڑھائی بجے مسجد مبارک میں پہونچے۔ بیت الفکر کی کھڑکی پہ پہونچ کر میں نے دستک دی۔ اور دادی کو آواز دی۔ اس وقت حضور بیٹھے ہوئے مضمون لکھ رہے تھے۔ حضور نے پوچھا۔ کہ کون ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں مددخاں ہوں۔ حضور فوراً باہر نکل آئے۔ فرمانے لگے کہ تم کیسے آئے ہو۔ تم کو تو کتابوں کے ساتھ بھیجا تھا خیر تو ہے؟ میں نے عرض کی۔ کہ حضور ہم تین آدمی گورداسپور سے ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت بہت خراب اور گھبراہٹ میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ حضور سرٹیفکیٹ لے لیں۔ اور تاریخ پر نہ آئیں۔ کیونکہ حضور کے خلاف منصوبہ ہو چکا ہے۔ کہ حضور کو ضرور حوالات میں بھیجا جائے۔ حضور نے سنکر فرمایا۔ کہ یہ بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ میرے سر میں چکر آتے ہیں۔ اور ان چکروں کا دورہ پڑتا ہے۔ میں سرٹیفکیٹ بھی لے سکتا ہوں۔ میں یہاں سے سرٹیفکیٹ نہیں لونگا۔ اگر ضرورت پڑی تو گورداسپور میں جا کر لے لیں گے۔ مجھے فرمانے لگے۔ کہ آپ بے فکر ہو کر سو جائیں۔ اور پھر دادی کو آواز دی۔ کہ اور فرمایا کہ اندر سے رضائی لے آؤ۔ تا کہ آرام سے سو جائیں دادی صاحبہ رضائی لے آئیں۔ حضور نے پھر فرمایا دیکھو قلم اس بیٹے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ قلم میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ان کے منصوبے کو خدا توڑ دیگا۔ یہ الفاظ سنکر مجھے اتنا سرور حاصل ہوا۔ کہ میں سو گیا۔ صبح کو جب میں اٹھا۔ مسجد میں میں نے اپنے آپ کو اکیلے پایا۔ میں حیران ہو گیا۔ مجھے یہ شک گزرنے لگا۔ کہ میں نے نماز پڑھی ہے۔ کہ نہیں۔ عجیب حالت تھی۔ کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اتنے میں پیچھے سے میاں نجم الدین صاحب کی آواز آئی۔ کہ کوئی روٹی کھانے والا ہے تو کھا لے۔ میں نے میاں نجم الدین صاحب سے پوچھا۔ کہ حضور یہیں ہیں یا کہ تشریف لے گئے ہیں اس وقت دس بجے کا وقت تھا۔ وہ کہنے لگے کہ حضور تو گورداسپور پہونچ چکے ہونگے۔ اور کھانا بھی کھا لیا ہوگا۔ اتنے میں مجھے کسی شخص نے کہا۔ حضرت صاحب نے بڑی تاکید فرمائی تھی۔ کہ مددخاں کو ضرور لیتے آ[illegible]۔ کیونکہ وہ بہت تھکا ہوا ہے۔ پیدل چل نہیں سکتا۔ شیخ یعقوب علی صاحب چوہدری اللہ داد صاحب نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ اپنے ساتھ لیتے آدیں گے میاں نجم الدین صاحب نے کہا۔ اب روٹی تو کھا لیں۔ میں نے روٹی کھا لی۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ آپ یہاں ہی رہیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے [illegible] آپ یہاں حضرت صاحب کے مکان کا پہرہ دیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ میرا بستر وہاں پڑا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ وہیں رہنے دو۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ آپ نازک آدمی ہیں۔ اور کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے آپ نہ جائیں۔ بلکہ میری حفاظت کے لئے ایک آدمی کو لگا دیا۔ کہ میں گورداسپور نہ چلا جاؤں۔ مگر میں کھانا کھانے کے بعد چل پڑا۔ اور آہستہ آہستہ بوڑ کلاں میں پہونچ گیا۔ مجھ سے چلا نہیں جاتا تھا۔ میرا بدن بوجھل تھا۔ اور اس وقت میں دل میں پچھتانے لگا۔ کہ میں نے مولوی صاحب کا کہنا کیوں نہ مانا۔ نیند کا اتنا غلبہ تھا۔ کہ میں درختوں کے سہارے سے چلتا تھا۔ اور دل میں یہی خیال تھا۔ کہ گورداسپور پہونچ کر اگر کوئی چارپائی مل جائے تو میں آرام سے سو جاؤں۔ اور کوئی مجھ سے بات چیت بھی نہ کرے میں شام کی نماز کے بعد گورداسپور میں پہنچا۔ جیسے ہی ڈیوڑھی کے اندر قدم رکھا۔ تو میں نے حضور کی زبان مبارک سے سنا کہ کوئی مددخاں کو بھی لایا ہے۔ یہ سنکر میں چوکس ہو گیا۔ اور صحن میں داخل ہوا۔ تو کسی نے عرض کی۔ کہ حضور مددخاں بھی آ گیا ہے۔ حضور اس وقت دسترخوان پر بیٹھے ہی تھے کہ میں نے جا کر السلام علیکم عرض کی۔ اور حضور نے میرے سلام کہنے سے پہلے ہی سلام کہدیا۔ اور میرے ہاتھ میں ہاتھ دیکر فرمایا۔ ان کو بڑی تکلیف ہوئی ہے۔ یہ پیدل چل کر آئے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ انہوں نے بڑی بہادری دکھائی ہے۔ مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی۔ خوشی کے ساتھ بھوک اور پیاس بھی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ میری بھوک اور پیاس بھی چلی گئی۔ تھکان کی وجہ سے بہت برا حال ہو رہا تھا۔ مگر حضور کا ہاتھ لگنے کے ساتھ ہی میری تھکاوٹ جاتی رہی۔ اور مجھے ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ گویا میں نے پیدل سفر کیا ہی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے یہ یقین ہوا کہ یہ حضور کا ایک معجزہ ہے۔

حضور نے مجھے کھانے پر اپنے ساتھ ہی بٹھا لیا۔ میں کھانا کھا رہا تھا۔ اور حضور کے لطف و کرم کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ کھانا کھا کر ہم سب سو گئے۔ صبح اٹھے تو حضور کو سر درد کا دورہ تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب سول سرجن کے پاس گئے۔ مگر اس نے جواب دیا۔ کہ میں اس وقت نہیں آ سکتا۔ میرا یہ وقت جیل خانے جانے کا ہے۔ خواجہ صاحب کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ کہ اب کیا ہوگا۔ حضور نے خواجہ صاحب کو فرمایا۔ کہ اگر اس نے جواب دیدیا تو کیا ہوا۔ سب کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ سول سرجن آ گیا۔ اور اس نے کہا مرزا صاحب کہاں ہیں۔ حضور اس وقت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ کہ سول سرجن نے حضور کو اچھی طرح دیکھکر سرٹیفکیٹ لکھ دیا کہ چالیس دن تک آپ عدالت میں جانے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ لکھکر سول سرجن چلا گیا۔ سب لوگ حیران تھے۔ کہ ابھی اس نے انکار کیا تھا۔ کہ وہ نہیں آ سکتا۔ اور پھر خود ہی آ گیا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ حضور نے فرمایا۔ کہ میرا خدا اس کو پکڑ کر لے آیا ہے۔

جب عدالت کا وقت ہوا۔ تو وہ سرٹیفکیٹ خواجہ صاحب یا مولوی محمد علی صاحب لے کر عدالت میں گئے۔

(باقی پھر)
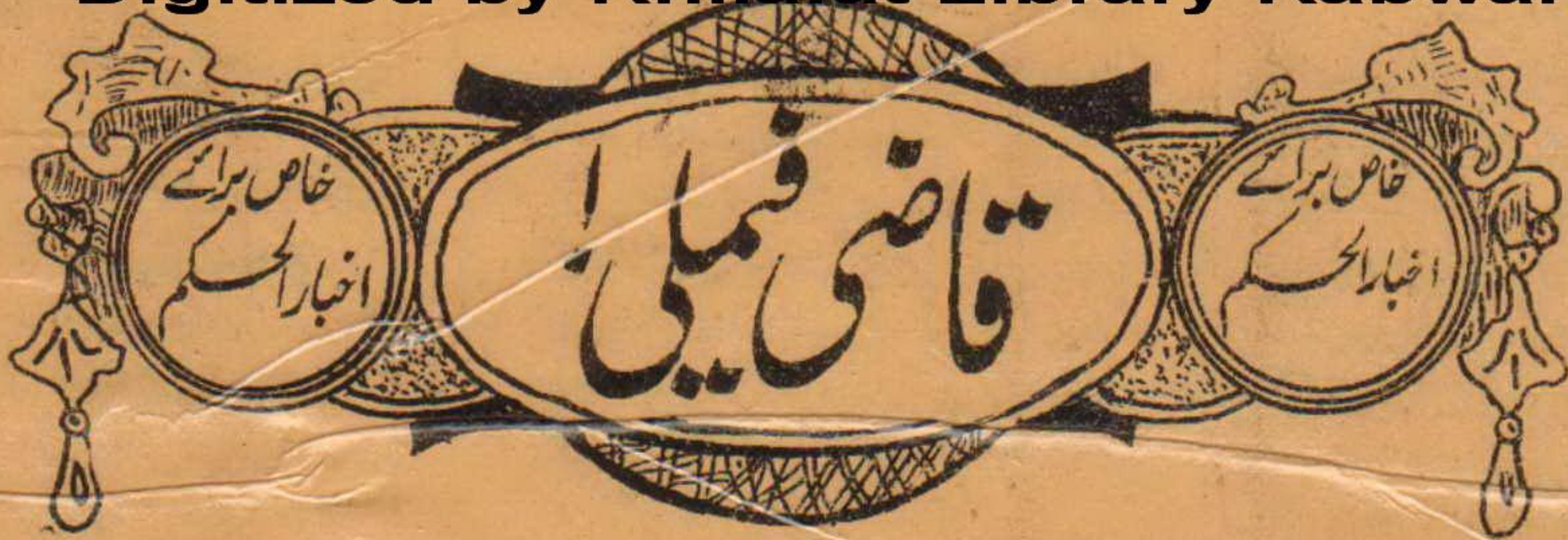
حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے

امرتسر کا قاضی فیملی احمدیت اور احمدیوں کی خدمات کے سبب احمدیت کی ابتدائی تاریخ میں ایک ممتاز حصہ رکھتا ہے اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت مولوی غلام رسول صاحب ساکن اودھووالی ضلع گوجرانوالہ تھے۔ جنہوں نے ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ ان کے صاحبزادہ حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور جنہوں نے امرتسر میں اپنا مکان و مقام لیا تھا اور جو اس خاندان میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے تھے۔ ایک دفعہ مجھے فرمایا۔ کہ ہمیں یہ فخر ہے۔ کہ ہماری چار پشتوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ پایا۔ اور انہیں قبول کیا۔ اور اس میرے خاندان میں ایک سوا ایک متنفس احمدی ہے۔ اور اب تو ان کی پانچ پشتیں حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والی ہو گئی ہیں۔ اور تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اور ان میں سے پروفیسر قاضی محمدؐ اسلم صاحب لاہور کی جماعت کے امیر ہیں۔ اور ڈاکٹر قاضی محمدؐ منیر صاحب امرتسر کی جماعت کے امیر رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں کامل صحت اور لمبی عمر عطا فرمائے مجھے اس خاندان کے ساتھ اس وقت سے تعلقات محبت ہیں جبکہ حضرت ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم ہنوز لاہور کے میڈیکل کالج میں طالب علم تھے۔ اور ان کے والد مرحوم حضرت ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب لاہور کے پاگل خانہ کے افسر تھے۔ اور اس کے ہاں ایک لیڈی ڈاکٹر نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر بے ساختہ کہا "یہ تو کسی نبی کی تصویر معلوم ہوتی ہے"۔ اس وقت جو پیدا بھی نہ ہوئے تھے وہ اب صاحب اولاد ہیں۔ اور تب سے ہمیشہ میری آمد و رفت رہی ہے۔

حضرت ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب مرحوم کے ایک بھائی قاضی تاج الدین صاحب ہیں۔ جو پہلے جیل خانہ میں ملازم تھے اب پنشن لیتے ہیں۔ انہیں ابجدی تاریخوں کے نکالنے کی خاص مشق ہے۔ قاضی تاج الدین صاحب نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی۔ اور تب سے ہمیشہ اخلاص کے ساتھ احمدیت میں سرگرم ہیں۔ انہوں نے پنجابی میں ایک نظم بھی سلسلہ کی تائید میں شائع کی ہے۔ جس کا نام اصل احوال احمدی اور اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

لگ عشق جان گذری عمر ساری
گئے سب یار آئی مجھ باری

قاضی تاج الدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے سے قبل جن امور نے مجھے سلسلہ کی طرف راہنمائی کی اُن میں سے بعض یہ باتیں ہیں۔

(۱) ایک بزرگ مولوی نور احمد صاحب ساکن ڈھپائی نے اپنے بیٹے سلطان عالم کو وصیت کی تھی۔ کہ تیرے وقت میں امام مہدیؑ آئیگا۔ اس وصیت کے مطابق مہدیؑ کا ظہور ہوا۔ کہ افسوس ہے۔ کہ سلطان عالم نے قبول نہ کیا۔

(ب) مولوی سراج الدین صاحب سکنہ گوجرانوالہ نے جب "براہین احمدیہ" کے شائع ہونے پر اس کا مطالعہ کیا تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ شخص بڑے بڑے دعوے کریگا۔ اس کا یہ کہنا بھی سچ ہو گیا۔

(ج) جب مولوی محمدؐ حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ طیار کیا۔ اور سب مولویوں اور پیروں کے پاس گیا۔ تاکہ اُن کے دستخط کرائے تب اس فتویٰ پر مولوی سراج الدین صاحب ساکن گوجرانوالہ۔ اور مولوی غلام قادر صاحب بھیروی اور خلیفہ حمید الدین صاحب لاہوری نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مولوی محمد صاحب لکھو کے والے نے بھی اُس پر دستخط نہ کئے۔ لیکن اس کے بیٹے نے باپ کی بے خبری میں مہر لگادی۔ اس وقت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی لکھو کے میں موجود تھے۔ اور ان کو یہ سب حال معلوم ہے۔

(د) موضع اودھووالی میں سردار ایشر سنگھ صاحب کے پاس باوا نانکؒ کی ایک جنم ساکھی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ باوا صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ میرے سے ۴۰۰ سال بعد بٹالہ کے علاقہ میں مسلمان جاٹوں کے گھر ایک اوتار پیدا ہو گا۔

(ہ) ہمارے علاقہ میں ایک مجذوب بلند آواز سے کہتا پھرتا تھا:۔

یا غلام احمد قادیان والا
یا غلام فرید چاچڑاں والا

(و) پنڈت لیکھرام کے واقعہ قتل سے چار روز قبل مجھے کسی نے اس کی کتاب بنام تکذیب دکھائی۔ جس کے پڑھنے سے مجھے اس قدر دکھ اور غصہ اور طیش ہوا۔ کہ اگر میرے سامنے اسوقت لیکھرام ہوتا۔ تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔ اس وقت اور تو کچھ نہ کر سکا۔ بد دعائیں لگ گیا۔ اور بد دعا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چوتھے دن اس کے مر جانے کی خبر آگئی۔

قاضی تاج الدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مولوی عنایت اللہ صاحب چبہ والے نے ہم سے پہلے بیعت کی تھی ۱۳۱۰ھ میں اودھووالی میں جہاں میں رہتا تھا۔ طاعون کی وبا پھیلی مجھے بھی طاعون ہو گئی۔ اور میں مر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں پیش ہوں۔ میں نے عرض کی۔ کہ میرا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے۔ اور ماں کی خدمت کرنے والا میرے سوائے اور کوئی نہیں۔ مجھے مہلت دی جائے میری درخواست منظور ہو گئی۔ اور مجھے گویا دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔ اور میں اپنے اندر جان محسوس کرنے لگا۔ اور آہستہ آہستہ تندرست ہو گیا۔ اسی حالت میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی دیکھا۔ کہ دو فرشتے آپ کے ساتھ ہیں۔ جو لوگوں کی روح قبض کرتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اب میں آپ کا امتحان کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا۔ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ میرا امتحان نہ کرو تو آپ میرا امتحان کسطرح کر سکتے ہیں۔ تب میں نے اس بات کو چھوڑ دیا۔ اور پھر عرض کیا۔ کہ ہم کو بھی درجہ ملنا چاہیئے۔ اس کے واسطے میرا امتحان ہوا۔ مگر میں علم میں کامل نہ نکلا۔ تب حکم ہوا۔ کہ تم کو مستی درجہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ کشفی حالت جاتی رہی۔ میں بیدار ہوا۔ تو مجھے محسوس ہوا۔ کہ میں سانس نہیں لے رہا۔ اور مجھے فکر ہوئی تب گلے میں تھوڑی سی حرکت ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ سانس جاری ہو گیا۔ اور گھر والوں کو جگایا۔ اور خوشخبری دی۔ کہ خدا تعالےٰ کی رحمت کا وقت آگیا۔ جو بیمار ہیں ان کی مجھے اطلاع دو۔ تاکہ میں دعا کروں۔ چنانچہ ہمارے گھر میں جتنے بیمار تھے سب اچھے ہو گئے۔ اور یہ مستی کی حالت مجھ پر پانچ دن تک رہی۔ پھر دنیا کے کاموں میں مشغول ہونے سے یہ حالت جاتی رہی۔ میں نے یہ کشف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم و مغفور کو سنایا تھا۔

جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں۔ قاضی صاحب موصوف کو ابجد کے حساب سے تاریخیں نکالنے کی خاص مشق ہے۔ چنانچہ ان کی نکالی ہوئی چند تاریخیں بطور نمونہ کے درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) ذٰلِکَ الْکِتٰبُ فِیْہِ ھُدًی۔ کی تاریخ تیرہ سو سترہ ہجری نکلتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی اشاعت کا زمانہ ہے۔ اگرچہ اس آیت کے مطابق عام ہدایت کی طرف اشارہ ہے۔ مگر ابجدی تاریخ اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ اس زمانہ میں ایک خاص ہادی کا ظہور ہونیوالا ہے۔ جو مہدیٔ موعود ہوگا۔ تیرہ سو سترہ ہجری کی مطابقت عیسوی سال کے ساتھ اٹھارہ سو اناسی (۱۸۸۹ء) سن عیسوی سے ہوتی ہے۔

(۲) قَالَ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اس کے عدد تیرہ سو چھبیس بنتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہام اپنی وفات سے قریباً ایک ماہ پہلے ہوا تھا۔

جو حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مصرع ہے
مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
اس کے ابجدی ہند سے بھی تیرہ چھبیس (۱۳۲۶) بنتے ہیں۔

(۳) بکافٍ عبدہٗ غلام احمد۔ اس میں یہ عدد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کا ایک حصہ ہے۔ اس کے عدد تیرہ سو سات (۱۳۰۷) ہیں۔ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی پیدائش کا سن ہے۔ اس دن آپ ہی میری رائے میں غلام سے مراد لڑکا ہے تیرہ سو سات کی مطابقت عیسوی سال کے لحاظ سے سن اٹھارہ سو اٹھارہ سو انانوے (۱۸۸۹ء) کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اس خلافت کا قیام پہلے الہامات کے مطابق ہے خلافت خدا کی بنائی ہوئی ہے نہ کہ انسانوں کی اسی واسطے ملہمین نے بھی اس کی خبر دی ہے۔ جیسا کہ قصیدہ شاہ نعمت اللہ میں ہے۔ ع
پسرش یادگار می بینم

(۴) وبالآخرۃ ھم۔ اس کے عدد بارہ سو پچاسی (۱۲۸۵) بنتے ہیں۔ جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ آخر زمانہ میں ایک ہدایت دینے والا جو آئیگا۔ اس کا ظہور بارہ سو پچاسی ہجری کے قریب ہوگا۔

(۵) اھل الکتاب لیومنن قبل موتہ۔ اس کے عدد ۱۲۹۲ ہیں۔ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کا سال ہے۔ جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ جس سے تمام دنیا کے اہل کتاب پر حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہو جائیگی۔
قبل موتہ میں ضمیر حضرت مسیح موعودؑ کی طرف پھرتی ہے۔ کہ ان کی وفات سے قبل یہ امر دلائل بینہ کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ مسیح ناصریؑ وفات پا چکے۔

(۶) الحمد۔ کے عدد ۵۸۱ ہیں۔ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے قریب کا زمانہ ہے۔

(۷) فی لا رسولٌ محمد۔ اس کے عدد ۷۲۱ بنتے ہیں۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۸) الکملتُ لکم دینکم۔ کے ابجدی اعداد میں آپ کے وقت وفات کی طرف اشارہ ہے۔

(۹) ما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ کے عدد ۱۲۵۲ بنتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش کے قریب کا زمانہ ہے۔

(۱۰) الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم احمد کے عدد ۱۲۵۲ ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے۔ اس میں اس امر کا اظہار ہے۔ کہ یہ وقت اللہ تعالےٰ کی صفات کے کمال کے اظہار کا ہے۔ بقول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش مولوی صاحب سے ۴ سال قبل ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کی پیدائش ۱۲۵۲ ہجری میں ہوئی۔

(۱۱) رسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ فلما جاءھم کے عدد بھی ۱۲۵۲ ہوتے ہیں۔ اس میں ظاہر ہے کہ میرے بعد جو ۱۲۵۲ ہجری کے قریب ہوگا۔
اس کا نام احمد ہوگا۔

(۱۲) وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ کے عدد ۱۲۷۵ ہیں۔ اس سال پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور مسجد مبارک کے شمالی جانب کی کوٹھڑی میں عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔

(۱۳) اِنّ حزب اللہ ھم الغٰلبون۔ کے عدد ۱۲۹۸ ہیں۔ ۱۲۹۷ میں براہین احمدیہ لکھی گئی تھی۔ اور ۱۳۰۶ء میں جماعت بنی شروع ہو گئی تھی۔

ریلوے روڈ کی درستی کے لئے چندہ کی تحریک

الحمد للہ۔ ریلوے روڈ کی اصلاح کے لئے میں نے جو تحریک کی تھی۔ احباب نے اس کی طرف توجہ شروع کر دی ہے۔ اور چندہ آنے لگ گیا ہے مگر احباب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس سڑک کے لئے کئی ہزار روپے کی رقم کا اندازہ ماہرین فن نے لگایا ہے۔ اسلام راستوں کی درستی اور اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتا ہے۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ راستے میں سے ایک کانٹا اٹھا کر پھینک دینے والا بھی اللہ تعالےٰ کے نزدیک ثواب کا مستحق بنتا ہے۔ اور راستہ میں غلاظت پھیلانے والا شخص ایک قسم کی لعنت خریدتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ راستوں کی صفائی اور درستی کس قدر ضروری ہے۔ پھر قادیان جیسی مقدس بستی کے راستوں کی درستی اور اصلاح پر جو پیسہ بھی خرچ ہوگا۔ وہ بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔ قادیان کے احباب تو سڑکوں کی درستی کا کام اپنے ہاتھ سے بھی کرتے ہیں۔ اور روپیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ بیرونی احباب کو بھی فوری طور پر روپیہ سے مدد کرنی چاہیئے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

سکندر آباد پولیس کی فرض شناسی

سکندر آباد (دکن) کی پولیس نے ہمیشہ اپنی فرض شناسی اور مستعدی کا قابل تعریف ثبوت دیا ہے۔ پچھلے دنوں ہندو مسلم فساد کو جس قابلیت سے روکا۔ اس کی یاد ابھی تک تازہ ہے۔ حال میں سکندر آباد کی انجمن اہلحدیث کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں تقریر کرنے کے لئے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بھی بلائے گئے تھے۔ مولوی ابراہیم صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے مخالفین میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے احتیاطی انسدادی تدابیر سے کام لیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب کو جہاں اپنی تقریر کے لئے پوری آزادی دی۔ وہاں انہیں اس امر کی بھی ہدایت کی۔ کہ وہ ایسی تقریر نہ کریں۔ جو مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے جذبات کو مجروح کرنے والی ہو۔ اور احمدیوں کے خلاف بھی اس قسم کی تقریر نہ کریں۔ جو باعث اشتعال اور رنج ہو۔

مولوی ابراہیم صاحب نے ان احکام کی پابندی مجبوراً کی۔ مگر مجلس عام میں کہا۔ کہ سکندر آباد کی احمدی جماعت نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ میں ان کی شکایات قادیان کرونگا۔ بہرحال حیدر آباد پولیس کی دانشمندی اور بروقت مستعدی نے امن عامہ کو قائم رکھا۔

سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مولوی حبیب اللہ خاں صاحب انسپکٹر خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے جذبات کو مجروح ہونے سے بچا لیا۔ اور سکندر آباد کے مسلمانوں میں جو پہلے سے رواداری اور باہم بلا امتیاز فرقہ بندی محبت اور [illegible] ہے۔ اسے قائم رہنے دیا۔

حقیقت میں باہر سے آکر بعض لوگ اشتعال انگیز تقریریں کر کے عوام کو بھڑکا کر امن عامہ کو خراب کرتے ہیں حیدر آباد کے بیدار مغز کوتوال نواب رحمت یار جنگ بہادر نے بھی پہلے سے ایسے انتظام کر رکھے تھے۔ کہ امن شکن اور منافرت افزا تقریریں نہ ہونے پائیں احمدی جماعت سکندر آباد پولیس افسروں کی تہ دل سے شکر گزار ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ برٹش انڈیا کے ہر مقام کی پولیس ایسے موقعہ پر سکندر آباد کی پولیس کا طرز عمل اختیار کرے۔

(نامہ نگار)

وصایا

نمبر ۵۵۵۳ :- منکہ محمد یوسف ولد حافظ محمد اسمٰعیل قوم راجپوت۔ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۲ جون ۱۹۲۹ء ساکن لاہور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۲-۳-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد چالیس روپے ہے۔ میں تا دم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:- محمد یوسف (ساکن لاہور) حال ملازم کلرک دفتر پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:- قاضی محمد رشید عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ (بلوچستان)
گواہ شد:- ایم۔ اے ایاز سکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔
وصیت نمبر ۵۷۱ کا اعلان "الفضل" مورخہ ۲ اپریل ۳۶ء میں اور اخبار ...... مورخہ ... میں ہو چکا ہے لیکن اس میں قومیت غلط درج ہو گئی ہے۔ لہٰذا دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔

نمبر ۵۱۷۱ :- منکہ میاں احمد ولد میاں الٰہی بخش قوم راجپوت ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان تحصیل بٹالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ صرف اپنی آمد کا ۱/۱۰ ماہ بماہ حساب کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ زندگی میں کرتا رہونگا۔ اگر بعد وفات میری متروکہ کوئی ثابت ہو تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا اختیار ہے۔ کہ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی وصول کرے۔ میرے ورثاء کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ میں نے مبلغ ماشہ ۱۳ روپیہ جو ۵۳ نقد قرضہ لوگوں سے لینا ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۱۳ دو ماہ میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں کرا دونگا۔ العبد:- میاں احمد بقلم خود۔ گواہ شد:- رحیم بخش مدرس دوئم تلونڈی جھنگلاں۔ گواہ شد:- سکندر

مشاہدات عرفانی

دانشمند مشرق مغرب میں

حضرت عرفانی کبیر جب لنڈن میں تھے۔ تو عنوان مندرجہ بالا کے ماتحت بعض اخبارات میں مضمون لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی ڈائری کا ایک ورق آج کی اشاعت کے ذریعہ اسی عنوان کے ماتحت میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

مجھے امید ہے۔ کہ قارئین الحکم جو حضرت عرفانی کبیر کی تحریروں میں ایک خاص لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں۔ اس مضمون سے روحانی لذت محسوس کریں گے۔ (ایڈیٹر)

۹/ اگست ۱۹۲۶ء یوم دوشنبہ

آج چٹھی سے ہو کر گھر کے خطوط ملے۔ والدۂ محمود کو ضعف بصارت اور بھلبھری کی شکایت ہو گئی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ محمود کو تار دے رہا ہوں۔ کہ علاج کیلئے توجہ کرے شام کو پارک میں گیا۔ مگر کسی سے گفتگو نہیں ہوئی۔ سنتا اور ٹہلتا رہا۔

میں ایک پلیٹ فارم کے پاس کھڑا تھا۔ کہ ایک انگریز جو کھر (جو راولپنڈی وغیرہ رہا ہے) میرے پاس آیا۔ اور اسنے سمجھا کہ میں نعوذ باللہ بہرہ ہوں۔ اس نے میرے کان کے ساتھ اپنا منہ لگا کر زور سے سلام کہا۔ میں نے اس کی خوش فہمی کا لطف اٹھانا چاہا اور بہت آہستہ سے بولتا۔ وہ اسی طرح زور سے کلام کرتا رہا۔ ہندوستان کی تعریفیں کرتا رہا۔ واپسی پر وزن کرایا ۹ یا ۹½ پونڈ تھا۔

۱۰/ اگست ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ

صبح سے بارش ہوتی رہی۔ میں مختلف اخبارات کے مطالعہ میں مصروف رہا۔ اس کے سوا اور کوئی کام تحریری بھی آج نہیں ہوا۔ دراصل کل کے خطوط کا قلب پر اثر ہے۔ شام کو ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پارک کی طرف گیا۔ وقتاً فوقتاً مناظر بھی ہوتا رہا۔ کوئی ایک گھنٹہ ٹھیر کر واپس آ گیا۔ طبیعت میں افسردگی ہے۔ مولیٰ کریم رحم کرے۔

۱۱/ اگست یوم چہارشنبہ

آج ہندوستانی ڈاک کے لئے خطوط لکھنے شروع کئے۔ ... کے لئے ایک چٹھی لکھی۔ شام کو حسب معمول پارک گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک عیسائی منّاد تقریر کرتا تھا اور کوئی سنتا نہ تھا۔ مگر وہ اپنے پلیٹ فارم پر کھڑا برابر تقریر کرتا رہا۔ میں دور سے اس تماشہ کو دیکھتا رہا۔ اس نے تقریر ختم کی۔ اور دعا کرکے میٹنگ کو بھی ختم کیا۔ میں آگے بڑھا۔

(میں) آپ نے دیکھا ہے۔ کہ کوئی شخص آپ کی تقریر نہیں سنتا تھا۔ آپ اس کی کیا وجہ سمجھتے ہیں۔

(منّاد) میں سمجھتا ہوں۔ کہ میری تقریر میں کوئی نقص ہو گا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی نہیں سنتا۔ جو پاس سے گزرتے ہیں۔ آخر کچھ نہ کچھ سن لیتے تھے۔

(میں) کیا یہ اس کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کہ لوگوں کو مذہب کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اور اس کے اثر کے لئے موجودہ عیسائیت ذمہ وار ہے۔

(منّاد) یہ بھی ایک باعث ہو سکتا ہے۔ کہ لوگوں کو مذہب سے دلچسپی نہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ کہ یہ بدمذاقی عیسائیت نے پیدا کی ہے۔

(میں) میں نے تو بہت غور کیا ہے۔ مجھے یہی سمجھ آتا ہے کہ عیسائیت نے لوگوں کو مذہب سے الگ کر دیا ہے۔

(منّاد) یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ عیسائیت ہی انسان کی آخری امید ہے۔

(میں) اس آخری امید کے عقیدہ نے ہی یہاں مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ زمانہ تعلیم اور ترقی کا ہے ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ لوگوں نے دیکھا کہ اگر مذہب یہی ہے۔ جو لوگوں کے قویٰ کی بے حرمتی کرتا ہے اور اعمال کو غیر ضروری بتاتا ہے۔ اور انسان کو خدا ظاہر کرتا ہے۔ انصاف کے نام سے بے انصافی سکھاتا ہے۔ تو اس سے تو مذہب سے الگ ہو جانا ہی بہتر ہے۔

(منّاد) آپ نے بہت سی باتیں کہہ دی ہیں۔ آپ کو دھوکا لگا ہوا ہے۔

(میں) کیا یہ ممکن نہیں۔ کہ آپ کو غلطی لگی ہو؟

(منّاد) ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ مگر جو الزام آپ عیسائیت پر لگاتے ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں۔ اگر غلطی لگ سکتی ہے تو آپ کا مطلب نہ سمجھنے میں انجیل کے سمجھنے میں نہیں۔

(میں) انجیل کے سمجھنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا جو کچھ اس میں لکھا ہے آپ اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں یا جو عیسائیت کی تعلیم ہے اس کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

(منّاد) میں دونوں باتوں کو سمجھتا ہوں۔

(میں) تو میرا خیال ہے آپ سمجھا بھی سکتے ہیں۔

(منّاد) بے شک۔ بے شک۔

(میں) مجھ کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہ آپ جیسے عیسائی سے ملاقات ہوئی جو نہ صرف عیسائیت کو سمجھتا ہے بلکہ سمجھا بھی سکتا ہے۔

(منّاد) آپ کا شکریہ ہے۔

(اتنے عرصہ میں ایک اچھا خاصہ مجمع ہو گیا)

(میں) تو آپ کو اعتراض نہیں ہو گا۔ اگر میں کوئی امر آپ سے سمجھنا چاہوں۔

(منّاد) نہیں نہیں۔ مجھے خوشی ہو گی۔

(میں) میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں دیانتداری اور سنجیدگی سے سمجھنا چاہتا ہوں۔ اعتراض کرنا میرا مقصد نہیں۔ یہ فرمائیے۔ کہ مسیح بے گناہ تھا یا نہیں۔

(منّاد) یقیناً یقیناً۔

(میں) پھر لوگوں کے گناہوں کے بدلہ میں اسکو پھانسی کیوں دیا گیا؟ کیا ایک گنہگار کے بدلے بے گناہ کو سزا دینا درست ہے؟ اگر لنڈن کے مجسٹریٹ قاتلوں کو چھوڑ دیا کریں۔ اور ان کے بدلے میں ہر موقعہ پر لنڈن کے بڑے بشپ صاحب یا آپ جیسے نیک لوگوں کو بلا کر پھانسی دے دیا کریں۔ تو آپ پسند کریں گے؟

(میرے اس سوال پر ہر طرف سے نعرہ ہائے خوشی اٹھے۔ اور ہیئر ہیئر کی آوازیں آئیں۔ بجائے منّاد پر ایک مصیبت سی آ پڑی)

(منّاد) آپ غلط سمجھے ہیں۔ یہ خدا کا رحم ہے۔ خدا نے دنیا کو ایسا پیار کیا۔ کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا۔

(میں) میں اس رحم کو پیچھے سمجھونگا۔ پہلے یہ بتائیے۔ کہ کیا آپ میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ ہر گنہگار کے بدلہ کسی پادری کو سزا دیدی جایا کرے۔

(چونکہ لوگ اس سوال پر ہنس رہے تھے۔ اس لئے پادری صاحب نے مجھے کہا)

(منّاد) آپ ہنسی کرتے ہیں۔ اور آپ نے کہا تھا۔ کہ میں سنجیدگی سے سوال پوچھتا ہوں۔

(میں) سپیکر! یہ میرے ساتھ انصاف نہیں میں نہ تو ہنسی کرتا ہوں۔ اور نہ ہنسی کی بات۔ بلکہ آپ سے ایک عقیدہ سمجھتا ہوں۔ جو آپ کا مانا ہوا ہے۔ یا آپ انکار کر دیں۔ کہ آپ اس کو مانتے نہیں۔ لیکن اگر یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایک بے گناہ کو گنہگاروں کے بدلہ میں پھانسی دیا گیا۔ تو سارا چرچ مگر یہ درخواست عیسائی پارلیمنٹ سے کیوں نہیں کرتا۔ کہ ہم مسیح کے نمونے پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ قانون بنایا جاوے۔ کہ اصل مجرموں کی بجائے پادری صاحبان کو سزا ملا کرے۔ اور پادری صاحبان روزانہ عدالتوں میں موجود رہا کریں تاکہ فوراً سزا کے حکم کے ساتھ آگے ہو کر تعمیل کے لئے تیار ہو جائیں۔

(منّاد) یہ نہیں ہو سکتا۔

(میں) کیوں؟

(منّاد) دنیا میں جرم بڑھ جاتے ہیں۔ اور لوگ دلیر ہو جائیں گے

(میں) تو کیا یہ اسی کا نتیجہ نہیں۔ کہ دنیا میں گناہ بڑھ گیا؟

(مجمع ہیر ہیر)

(مناد) آپ کے سوال کرنے کی تہ میں کوئی اور بات ہے۔

(میں) آپ کو اس کا علم ہے۔ تو بتا دیں۔ ورنہ میں اس کو آپ کی علمی بددیانتی کہنے کی معافی چاہتا ہوں

(مناد) آپ نے کچھ اور پوچھنا ہے۔ یا ایسی ہی باتیں کرنی ہیں۔

(میں) میں تو ادب سے پوچھ رہا ہوں۔ معلوم ہوا یہ سوال تو آپ نے سمجھا نہیں یا سمجھا نہیں سکتے جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ اب دوسری بات پوچھ لیتا ہوں۔

(مناد) پوچھیے۔

(میں) اگر انسان شریعت پر عمل نہیں کر سکتا تھا تو ایسی شریعت نازل کیوں کی گئی۔ اور اگر انسان شریعت پر عمل کر سکتا ہے۔ تو کفارہ کا عقیدہ کیا انسانی قویٰ کی ہتک نہیں ہے؟

(مناد) شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔ آدم نے گناہ کیا حالانکہ چھوٹا سا حکم تھا۔ شریعت اس لئے نازل کی کہ کفارہ کی ضرورت ثابت ہو۔

(میں) مجھ کو تو ان دونوں باتوں میں کوئی نسبت اور تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ اور اس کے سوا یہ بھی غلط ہے کہ انسان عمل نہیں کر سکتا۔ شریعت کے کس حصہ پر نہیں کر سکتا۔ آپ تشریح کر سکتے ہیں؟

(مناد) ہم روز دیکھتے ہیں کہ گناہ ہوتے ہیں اور تشریح کیا ہوگی۔

(میں) میرے جیسا آدمی یہی سمجھتا ہے۔ کہ کفارہ کا عقیدہ نہ ہوتا۔ تو گناہ نہ ہوتے۔ اور مجھے تو انجیل میں ایسے آدمیوں کا پتہ ملتا ہے۔ جو بے گناہ تھے۔

(مناد) انجیل میں تو کہیں نہیں۔

(میں) آپ کو اچھی طرح یاد ہے۔ کہیں بھول تو نہیں گئے۔

(مناد) یہ انجیل موجود ہے۔ آپ بتا دیں۔

(میں) نہ صرف ان کا شوق بڑھانے کے لئے کہ آپ کو مجھ سے زیادہ انجیل یاد ہے۔ آپ ہی کیوں نہیں نکال دیتے۔

(مناد) یہ تو کتاب کا سوال ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے آپ دکھا دیں۔

(سامعین کو بھی خیال ہوا کہ شاید میں دکھا نہ سکوں گا۔ بعض نے کہا کہ آپ کو دکھانا چاہئے)

(میں) اچھا اگر آپ میری مدد نہیں کرتے تو میں اپنی مدد آپ کے اصول پر چلتا ہوں۔ میں ریفرنس دیتا ہوں آپ اتنا تو کریں گے۔ کہ پڑھ کر سنا دیں گے

(مناد) یقیناً بہت خوشی سے۔

(میں) آپ کا شکریہ ہے۔ اچھا تو آپ لوقا کی انجیل نکالئے۔ اور اس کے پہلے باب کی پانچویں آیت سے پڑھیے۔

(مناد نے پڑھنا شروع کیا)

"یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں ابیاہ کے فریق میں سے زکریا نام ایک کاہن تھا۔ اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی۔ اور اس کا نام الیشبع تھا اور وہ دونو خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"

(میں) کیا آپ یا آپ کے سامعین ضرورت سمجھتے ہیں کہ میں کچھ اور کہوں؟

(سامعین) ہیر ہیر۔

(مناد) اس سے یہ تو نہیں ثابت ہوتا۔ کہ وہ بے گناہ تھے

(میں) میں مان لیتا ہوں۔ کہ جس طرح پر گنہگاروں کے بدلے بے گناہوں کو پھانسی دے دینا انصاف اور رحم ہے۔ ایسی علم اور عقل کے رو سے ایک بیگناہ کو گنہگار کہنا اعلیٰ درجے کی ایمانداری اور دانشمندی ہے۔ اور ایمان اور عقل کی میرے پاس کوئی قیمت نہیں۔

(سامعین) ہیر ہیر۔

(مناد) آپ خدا کے کلام سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔

(میں) میں تو خدا کے کلام کی عزت کرنا اپنا ایمان سمجھتا ہوں۔ لوگ اب احمق نہیں کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ٹھٹھا میں کرتا ہوں یا آپ۔ جب آپ ایک نیک اور خدا تعالیٰ کے حکموں پر بے عیب چلنے والے کو گنہگار کہتے ہیں۔ اور یہ جو آپ ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اس کو خدا کا کلام بنایا کس نے ہے۔

(مناد) بے شک یہ خدا کا کلام ہے۔ یوحنا کی انجیل کو پڑھو۔

(میں) پہلے بھی اس انجیل کو پڑھا ہے۔ آپ اس میں دکھا دیں تاکہ یوحنا نے کہا ہو۔ کہ میں یہ خدا کے الہام سے لکھ رہا ہوں۔ یا یہ خدا کا کلام ہے۔ بات بہت آسان ہے۔ جیسے میں نے اپنا دعویٰ آپ کی انجیل سے دکھایا۔ آپ صرف وہ آیت پڑھیں جہاں یوحنا نے یہ کہا ہے۔

(مناد) جن الفاظ میں آپ کہتے ہیں ٹھیک یہی الفاظ تو نہیں ہو سکتے۔

(میں) کیوں یہ لفظ اپنے مطلب کو پورا نہیں کرتے۔ بہتر ہے اس سے اچھے الفاظ میں دکھا دیجئے۔

(مناد) آپ الفاظ پر زور دیتے ہیں۔ اور میں روح کو لیتا ہوں

(میں) تو یوحنا نے الفاظ سے کیوں کام لیا روح ہی پیش کر دی ہوتی۔

(سامعین) ہیر ہیر

(اور مسٹر سپیکر اگر برخلاف اس کے یوحنا کی انجیل میں صاف لکھا ہو۔ کہ اس نے لکھا ہے اور اس کا بیان ہے۔ تو پھر تو آپ کو یہ ماننے میں شبہ نہ رہے گا۔ کہ یہ انسانی کلام ہے۔)

(مناد) آپ غلط کہتے ہیں۔ کہ یوحنا کی انجیل میں ایسا لکھا ہے۔

(میں) کیا یہ تعجب نہیں۔ کہ آپ اپنا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ دکھاتے نہیں۔ اور میں جو کہتا ہوں اسے بغیر دلیل کے غلط کہتے ہیں۔

اچھا صاحب! میرا یہ دعویٰ بھی ویسا ہی غلط ہے جیسے زکریا والا دعویٰ انجیل میں ہونے پر بھی آپ غلط کہتے ہیں۔

(سامعین) ہیر ہیر

(مناد) اچھا آپ دکھائیے۔ کہاں لکھا ہے؟

(میں) میں ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ یاد کر لیں شاید لکھا ہو۔ اور آپ مجھ کو تلاش کرنے کی تکلیف نہ دیں۔

(مناد) میں کہتا تھا۔ کہ سوال کرنے کی تہ میں کوئی بات ہے۔

(میں) اب اس تہ کی بات کو تو رہنے دیں۔ مجھے معلوم نہیں اور آپ نے ابھی تک بتائی نہیں۔ ہاں ایک بات اب میری سمجھ میں آئی ہے۔ کہ شاید وہ آپ کا مقصد ہو۔

(مناد) وہ کیا ہے؟

(میں) آپ نے کچھ وقت تقریر کی۔ ایک آدمی نے بھی اس کو نہ سنا۔ اور میں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا مجمع سننے والوں کا ہے۔ اگر یہ بات تھی۔ تو آپ کو میرا شکریہ ادا کرنا چاہئے مگر مجھے ڈر ہے۔ کہ میں یہاں سے ہٹ جاؤنگا تو پھر اکیلے ہی رہ جائیں گے۔

(سامعین) ہیر ہیر۔

(مناد) میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ اگر آپ یوحنا کی انجیل سے اپنا دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پیش کریں

(میں) بہت اچھا میں اپنی اخلاقی ذمہ داری اس دعویٰ میں سمجھتا ہوں۔ لوقا کی انجیل کا تو شروع آپ نے دکھایا تھا۔ یوحنا کا خاتمہ پڑھ لیجئے۔ چنانچہ پادری صاحب نے اسے نکال کر اس طرح پڑھا۔

"یہ وہی شاگرد ہے۔ جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور جس نے ان کو لکھا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اس کی گواہی سچی ہے۔ اور بھی بہت سے کام ہیں۔ جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ جو کتابیں لکھی جاتیں انکے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی۔"

(میں) مناد صاحب جب پڑھ چکے۔ تو میں نے کہا۔ کہ مجھے اس کی تشریح کی ضرورت نہیں آپ کے سامعین سمجھتے ہیں۔ کہ اس سے صرف یہی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ الہام سے نہیں لکھی گئی۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوحنا نے نہیں لکھی ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ "اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اس کی گواہی سچی ہے" "یہ ہم" بتاتا ہے۔ کہ کہنے والے اور ہیں۔ یوحنا کا یہ فقرہ نہیں ہو سکتا۔ اور سب سے آخری فقرہ تو ایسا ہے۔ کہ سوائے اس کے کہ پبلک ہوس میں کوئی شخص ایسی بات کر دے۔ عقلمند آدمی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ کام ایک وقت مقررہ کے اندر ایک مقام پر کیا جاوے۔ یہ کیا بات ہے کہ وہ تحریر کیا جاوے تو دنیا میں نہ سما سکے۔

مسٹر سپیکر آپ انصاف سے کہیے۔ کیا اس انصاف سے نہیں جس میں گناہ گاروں کے بدلہ بے گناہ سزا پاتا ہے۔ (سامعین ہیر ہیر) بلکہ اصل انصاف سے کہیے

خدا کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے

(مناد) میں اپنی میٹنگ ختم کرتا ہوں۔

(میں) وہ تو پہلے ہی ختم تھی۔ جب کوئی سنتا نہ تھا۔

(سامعین) ہیر ہیر

(اس پر میٹنگ کا خاتمہ ہوا۔ اور میں گھر کو واپس آیا)

میں کیونکر احمدی ہوا

۲

(سلسلہ کے لئے دیکھیں ۱۴ اپریل کا پرچہ)

آخر جب تین سال بعد واپس وطن آیا۔ اس نے اپنی والدہ کو بھیجا۔ مائی صاحب نے مجھ سے کہا۔ کہ بیٹا تجھے جلال ملنا چاہتا ہے۔ بتاؤ کہاں ملے۔ میں نے کہا مجھے اس کے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب وہ مجھ سے لڑا ہوا ہے۔ تو اب ملاقات کیسے ہو سکتی ہے۔ جبکہ میں اسے دیکھنا ہی نہیں چاہتا۔ مائی صاحب نے کہا۔ کہ وہ ایسی جگہ سے آیا ہے جس پر تم سب کچھ قربان کرو گے۔ گو چاہتی تھی۔ کہ میرے ہاتھ سے تمہاری صلح ہو جاتی۔ اور مجھے بھی ثواب ہوتا۔ میں خاموش ہو رہا۔ کہ قادیان سے آیا ہوگا۔ پھر مائی صاحب مجھے ٹھنڈا دیکھکر چلی گئی اور جلال الدین کو میری گذرگاہ میں بٹھا دیا۔ میں نے آخر اس رستے آنا تھا۔ جب آیا۔ تو آگے جلال الدین مل گیا۔

بعد خیر مقدم مسنون کے سلسلہ کی باتیں شروع کر دیں اور باہمی کشاکش فریقین سے فرو ہو گیا۔ میری اتنی پوشیدگی پر افسوس کرنے لگا۔ اور میں بھی اپنی غفلت پر نادم ہو کر افسوس کرتا رہا۔ پھر مجھے چند کتابیں اور ٹریکٹ دیئے۔ اور انہی دنوں گاؤں میں پھر ہماری نسبت چرچا ہونے لگا۔ آزمائش کے طور پر لوگ حیات و وفات مسیح کے متعلق مسائل دریافت کرتے۔ میں کہدیتا۔ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ ایک دفعہ موضع سکھانند سے ایک شخص آیا۔ فتویٰ پوچھا۔ کہ ہم مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ میں نے پوچھا۔ کہ وہ کس طرف سجدہ کرتے ہیں۔ کس طرح نماز ادا کرتے ہیں ان کا کیا کلمہ ہے۔ وہ کہنے لگا۔ ہمارے اور ان کے طریق نماز میں تو کوئی فرق نہیں۔ قبلہ و کلمہ بھی یہی ہے۔ پھر میں نے کہا تمہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے پھر انکار کیوں ہے۔ بولا وہ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ پھر میں نے کہا یہ کوئی وجہ ہوگی۔ تم درگزر کرو۔ اور پڑھ لیا کرو۔ یہ سنتے ہی مسجد کے تمام لوگ شور کرنے لگے۔ کہ یوں کیوں نہیں کہہ دیتے۔ کہ میں بھی مرزائی ہوں۔ آپ اپنے خیالات کا اعلان کر دیں۔ میں بخوف فتنہ اب بھی خاموش رہا۔ کئی دن کے بعد ایک صاحب پولیس مین مسمی احمت علی نماز مغرب کے وقت مسجد میں آیا۔ اور جماعت قائم ہو چکی تھی وہ پچھلی جماعت آ ملا۔ بعد نماز کے بولا۔ کہ میں احمدی ہوں آپ لوگ اگر مرزا صاحب کو امام سمجھیں۔ تو میری نماز آپ کے پیچھے ہو سکتی ہے۔ میں نے اس واسطے پوچھا ہے کہ تحقیق کر لینا ہمیں ضروری اور لازمی ہے۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں مرزا صاحب کو بزرگ و مجدد سمجھتا ہوں۔ اور میری ان سے کوئی مخالفت نہیں۔ کچھ معاہدین نے چپ رہنے کا اشارہ بھی کیا۔ ازاں بعد وہ صاحب خاموش رہے۔ اور عشاء کے وقت وہ صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ مولوی صاحب یہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے کہا کہ میں حقیقت پر پختہ ہوں اور سب کو برحق سمجھتا ہوں۔ کئی معاندین مثلاً ثناء اللہ و قاضی سلیمان وغیرہ نے مسیح موعود کے برخلاف جو رسائل شائع کئے ہیں۔ وہ سب میں پڑھ چکا ہوں۔ اور سب کو بے حقیقت سمجھتا ہوں۔ اور مرزا صاحب کو حقیقی مسیح موعود مانتا ہوں۔

وہ کہنے لگے۔ کہ آپ نے بیعت کب کی ہے۔

میں نے کہا یہی بیعت ہے۔ کہ اتباع ہی بیعت کہتے ہیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے ایک فارم بیعت اپنے کاغذات میں سے نکال کر مجھے دیا جس کے ملاحظہ سے مجھے علم ہوا۔ کہ اسے پُر کرنا چاہیئے۔ اور مجھے یہ بھی محسوس ہوا۔ کہ ابھی مجھے سلسلہ عالیہ کے متعلق مکمل انشراح صدر نہیں ہے۔ پھر میں نے وہ فارم پُر کر دیا۔ اور ان کو کہا کہ ابھی ظاہر شئونا میں ایسی ترکیب سے اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ شائد کوئی اور بھی شامل سلسلہ ہو۔

بعد ازاں میں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ ہر خطبہ جمعہ میں موجودہ زمانہ کے متعلق اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں۔ اور علماء زمانہ کا وقار بموجب حدیث بیان کیا کرتا۔ اور علامات مہدی کی احادیث و اشارات قرآنی کو بیان کیا کرتا۔ ایسے اشاروں سے لوگ مجھ سے برگشتہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ صاف اعلان کر دو۔ کہ میں مرزائی ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ لوگو! امام مہدی جس کا وعدہ حدیث میں ہے آ چکے۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب قادیانی ہیں۔ اور جس کو شک ہو میں ہر طرح تسلی سے اس کا شک رفع کر سکتا ہوں۔ اور یہ میری پچیس برس کی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ اور جن مولویوں پر آپ لوگ معتقد ہیں میں نے ان کی عام مخالفانہ تحریرات پڑھی ہیں۔ جن کو میں نے بالکل بے حقیقت سمجھ کر پھینک دیا ہے۔ اس کے بعد لوگ میرے پیچھے نماز پڑھنے سے جھجکنے لگے۔ کیونکہ آتے جاتے ملانے انہیں برگشتہ کرتے رہتے

ایک دن مجھے خواب آیا۔ کہ مقام فاضلکا سے لیکر کوٹ کپورہ کی حاجی نور الدین والی مسجد تک ریل کی سڑک بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے ہر موڑ سے آگ کا شعلہ منٹ منٹ کے بعد نکلتا ہوا فاضلکا سے شروع ہوتا ہے۔ اور حاجی نور الدین مذکور کی مسجد تک مسلسل جاتا ہے۔ وہاں سے آگے سے کچھ شعلے اٹھے جو وطن کے قریب تین کوس تک ٹھیر گئے۔ جن کا کچھ سینک وطن تک پہنچا۔ آخر آنکھ کھل گئی اور جب صبح ہوئی تو ایک اس مضمون کا خط گاؤں والوں نے میری طرف گھر میں بھیجدیا۔

مضمون خط

مولوی صاحب!

السلام علیکم

آپ کو قبل از جمعہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنے خیالات احمدیہ سے توبہ کریں تو سب آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ لہذا ہو اپسی مطلع فرما دیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی شان میں بروقت لفظ ہم زبان پر لائیں کہ آپ مصلے پر کھڑے مت ہوں۔ ہم آپ کے پیچھے نماز ہرگز نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بھی مجبوراً لکھنا پڑا ہے۔ کیونکہ فاضلکا سے فتویٰ کفر آپ پر جاری ہوا اور کوٹ کپورہ والوں نے یہاں بھیجدیا ہے۔ اگر شک ہو تو آکر پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا ہم اس میں بے قصور ہیں۔ ایمان سب کو درکار ہے۔ لہذا واجب اشعر کیا گیا۔ فقط۔

(راقمان مسلمانان وطن)

میں نے اس کا جواب تو کچھ نہ لکھا۔ فقط دعا کی کہ مولیٰ تو

ان سب کو طوفان سے بچانے کی کوشش کرتا ہوں اور کشتی نوح میں بٹھانے کی ترکیبیں سوچتا ہوں۔ اور یہ مصلے سے میں خود بیزار ہوں۔ جس کی اقتداء میں قرآن و حدیث کے مکذب لوگ ہوں۔ یہ سن کر وہ چلے گئے اتنے میں جمعہ کا وقت ہو گیا۔ جب میں نے سوچا کہ اب پڑھکر فارغ ہو گئے ہوں گے۔ میں بھی نماز کے لئے مسجد کو روانہ ہوا۔ کیا دیکھا کہ بجانب مشرق سے ایک آندھی اٹھی اور میں ابھی مسجد تک نہ پہنچا۔ کہ اس زور سے آ پڑی۔ کہ آدمی سے کھڑا نہ ہوا جاتا تھا۔ اور آن واحد میں اس قدر تاریک و تار زمانہ ہو گیا۔ کہ اپنا ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ میں باہر کے کمرہ مسجد میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ذرا آندھی مدہم ہوئی۔ نمازی بصورت التحیات بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ بعد سلام سب ہنسنے لگے۔ کہ مولوی کہتا تھا مجھے مصلے سے اتارا تو طوفان آیا۔ کوئی کہتا یارو ہم تو اس کو ولی اللہ خیال کرتے تھے اس کو کیا ہو گیا۔ اگر یہ خود کہدیتا۔ کہ میں ولی ہوں مجھے خواب آتے ہیں۔ تو جب بھی ہم مان لیتے۔ مگر یہ کس شخص کے پیچھے لگا۔ کہ اس کو سارا جہان کافر کہہ رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

کچھ دیر تک شور بلند رہا۔ جب ذرا شور سرد ہوا۔ تو اچانک میں باہر سے بولا۔ کہ خدا تعالے اپنے برگزیدوں کی خود حفاظت کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے اس کی توہین کا ارادہ کیا۔ تو باری تعالے نے اس کی تائید کی۔ پر مومن ہی اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ جو جلتے وقت ٹھڈا آ جانے پر انا للہ پڑھتے ہیں۔ اور منافق تو خواہ ان پر ہو پہاڑ گر پڑے پھر بھی ان کو کوئی خیال نہیں گزرتا۔ کیونکہ شامت اعمال کو وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ کہ ناک پہ مکھی بیٹھی تو اڑا دی گئی پھر بیٹھی تو پھر اڑا دی۔

اب دیکھو تمہارے دلوں نے تو محسوس کیا کہ طوفان آیا۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ کیوں آیا۔ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ طوفان بے سبب نہیں آیا کرتے جب کوئی خدا کا برگزیدہ جھٹلایا جا رہا ہو۔ تو اللہ تعالے عذاب بھیجتا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اور وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ کہ دیکھو یہی بات ہوئی۔ اتنے میں ژالہ باری شروع ہو گئی۔ اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ اور جب زیادہ اولے گرنے لگے اور اولے برسنے لگے تو سب نے توبہ کو لفظ زبان پر جاری کیا۔ اور دعا مانگنے لگے کہ الٰہی اب ہم کسی کو نہ ستائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

اس طوفان سے فصلوں کا نقصان ہوا۔ اور جانور اس قدر مرے کہ چھپڑوں۔ اور تالابوں میں پڑے جانوروں کے سبب پانی بدبو کر گیا۔ درختوں کے نیچے جانور مرے پڑے تھے۔ اور شام کو میرا لڑکا شمس الدین کپورہ سے واپس آیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ اندھیرا ہونے کے سبب حاجی نور الدین کی مسجد میں جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ لوگ پہلی رکعت میں کھڑے ہوئے تھے یہ حال تھا کہ سب سلام پھیر کر گھروں کو چلے گئے۔ اور بہت دیر کے بعد فرداً فرداً نماز ظہر ادا کی۔

اور دو دن کے بعد سنا۔ کہ فاضلکا کے پاس کی کئی بستیوں میں آگ لگی۔ اور لوگوں کے غیر معمولی نقصان ہوئے۔ غلہ اور ڈنگر بھی اکثر جل گئے۔ اور وہاں آگ لگی جو کئی دن تک نہ بجھی۔ لوگوں کا بہت نقصان ہوا۔ اس سے مجھے اپنے خواب کی تعبیر سمجھ میں آئی۔ میں نے سوچا کہ حضرت مسیح موعود کی تکذیب پر شامت نازل ہوئی ہے اور مخالفین کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔

ایک اور خواب

کچھ عرصہ بعد اتفاقاً ایسا ہوا کہ مال میں وبا پڑی اور گائے بھینس مرض سے بکثرت ضائع ہوئیں۔ ہماری دو نو بھینس اور دو نو بیل بھی اس وبا میں مبتلا ہوئے۔ اس سے دل سخت غمناک ہوا۔ رات کو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص صالح صورت میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ پیارا یوسف گیدڑوں بھیڑیوں کے شکار کو چڑھا ہے۔ تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں جی۔ پھر انہوں نے ایک کتاب دیکر فرمایا۔ کہ پڑھو۔ جب میں پڑھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کتاب کی ہر سطر گلاب کے پھول ہی پھول ہیں۔ میں نے کہا جناب یہاں لفظ تو کوئی لکھا نہیں پھول ہی پھول ہیں۔ میں ان کو کیا پڑھوں۔ تب اس بزرگ نے اس کتاب کے کچھ ورق الٹائے۔ اور ایک جگہ انگلی رکھ کر فرمایا۔ یہاں سے پڑھو۔ جہاں وہ صالح مرد انگلی رکھتے جاتے سورۂ مزمل کے الفاظ بنتے جاتے۔ اور میں پڑھے جاتا۔ اور پیچھے سے وہی پھول ہی پھول بنتے جاتے تھے۔ اسی طرح تمام سورۂ مزمل ان کی انگلی کے پیچھے پیچھے میں نے ختم کی۔ پھر آپ چل دیئے۔ میں دل میں سوچتا تھا۔ کہ شاید یہ شخص بارہ پتراں والا ہوگا۔ (یعنی یعقوب علیہ السلام ہونگے) اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ خواب میرے دل پر منقش تھا۔ میں نے مال پر سورۂ مزمل پڑھ کر دم کیا۔ وللہ الحمد وہ نظارہ قدرت نمودار ہوا۔ کہ فوراً مال سے عوارض و وبا دور ہو گئے۔ گویا مرض کبھی ہوا ہی نہیں۔ ایک کٹی پر دم نہ کیا وہ مر گئی۔ اب تک ایسے وقت میں سورۂ مزمل کا مشاہدہ دیکھا کرتا ہوں۔

بقیہ خواب کی تعبیر میں نے یہ کی۔ کہ وہ مرد صالح مسیح موعود تھے۔ اگرچہ شکل مبارک اچھی طرح خواب میں مجھے دکھائی نہیں گئی۔ ورنہ فوٹو سے معلوم کرلی جاتی غرض وہ یعقوب زماں تھے۔ اور دست مبارک میں کتاب قرآن مجید تھا۔ بارہ پتروں سے مراد آپ کے خلفاء ہونگے اور یوسف سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کی زیارت کے لئے مجھے حضور نے زجراً تاکید فرمائی۔

وجہ تصنیف کفارہ خاموشی

چند روز بعد معلوم ہوا کہ کوٹ کپورہ میں سٹیشن ماسٹر احمدی ہیں۔ میں نے بشوق ان کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ چنانچہ جب میں گیا تو چونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے اخلاق آدمی تھے خوشی سے پیش آئے۔ مجھ سے تمام سرگذشت سنکر بہت حیران ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ آپ پہلے باہر آ گئے ہیں۔ اور سلسلہ کی کتابیں تمام دیکھیں۔ اور دسمبر میں جلسہ سالانہ ہونے والا ہے۔ اس پر آپ چلیں۔ میں نے عرض کی کہ حضرت مسیح موعود کا وقت میرے ہاتھوں سے نکل گیا۔ جو میں حضور کی زیارت سے مشرف نہ ہوا۔ لیکن اب مجھے ضرور لے چلیں۔ مجھے بابو صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بعض چشم دید باتیں سنائیں۔ جن کو سنکر میرے دل میں جذبہ

کی رقت طاری ہوئی۔ کہ زیارت سے محرومی کے پچھتاوے میں علیحدہ علیحدہ طرز پر چند نظمیں لکھیں جن کے مجموعہ کا نام

کفارۂ خاموشی

ہے۔ تاکہ میری گذشتہ پر غفلت زندگی کا کفارہ منظور ہو۔ ایک ماہ کے اندر لکھ کر مولوی صاحب یعنی بابو محمد اسماعیل صاحب کو سنائی۔ آپ سنکر نہایت خوش ہوئے چنانچہ اس کی چھپوائی کے آپ ہی سرپرست ہیں اور اب وہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے۔ گو اس میں کتابی غلطیاں بوجہ پروف نہ دیکھنے کے ہو گئی ہیں۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ کبھی دوبارہ ان غلطیاں کو رفع کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

غرض

کچھ دن اسی سوز ہجراں میں گزرے۔ اور اس اثناء میں میری زبان پر بے ساختہ یہ شعر گاہے گاہے جاری ہوتے

دیکھو دیکھو ہی وقت گوایا دنیا ہی غرضوں گیڑ دیئے
چالی سال گزار لی عمر ایویں کیسے پھڑی نہ پانے فقیر دیئے
پرکھ دیکھے نے ملی اتباع سنت مرزا صاحب مسعود کیڑ دیئے
اپر زیارت نہ نور نصیب ہوئی اہو پیڑ کلیجڑا چیر دیئے
کفارہ خاموشی صنٓ۲

پھر ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کا جلسہ سالانہ آیا میں اور صوفی جلال الدین اور اس کا بھائی عبد اللہ ساکنان ملّن اور چوہدری امام الدین اور اس کا لڑکا اور تین اور اشخاص ہمراہ تھے۔ اور بابو صاحب مولوی محمد اسماعیل صاحب ایک مکمل جماعت ۲۵ دسمبر کو کوٹ کپورہ سے بذریعہ سفر ریل چلکر بوقت درمیان ظہر و عصر کے قادیان کریم پہنچے۔ مولوی صاحب موصوف نے امیر قافلہ مجھے مقرر فرمایا تھا۔ غرض تمام زائرین مسجد نور میں ظہر و عصر کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ جب ٹھیک عصر کا وقت ہو گیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز موٹر پر تشریف لائے۔ اور موٹر سے نکلتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوئے جیسے بدر کامل بادل سے نکلتا دکھائی دیتا ہے۔ چونکہ وہ روز جمعہ کا تھا حضور نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر نہایت لطیف پیرائے میں بیان فرمائی۔ اور اس میں وہ نکات و معارف بیان فرمائے کہ دیگر زمانوں کو خواب میں بھی میسر نہ تھے۔ بعد فراغت نماز تمام مخلوقات اپنے اپنے جائے آرام پر پہنچائی گئی۔ اور باوجود اس قدر اجتماع جم غفیر کے اتنی بود و باش کا اور دیگر ضروریات کا خاطر خواہ سامان تھا۔ کسی مہمان کو بھی ذرا شکایت نہ تھی۔ مہمان نواز اس طرح پھر رہے تھے۔ جس طرح ہم سورۂ دہر میں ... کا تذکرہ ملاحظہ کیا کرتے ہیں۔

۲۹ خر رات کے گیارہ بجے ہوں گے ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ جب ہماری جماعت پیش خدمت ہوئی اور میں نے حضور سے مصافحہ کیا۔ تو میری حالت مذبوحی جیسی ہو گئی۔

لہذا مجھے وہاں بیٹھنا یاد نہ رہا۔ حضرت فرمانے لگے یہ کھڑے کیوں ہیں۔ پھر میں بیٹھ گیا۔ اور دیر تک حضور باتیں دریافت فرماتے رہے۔ اور بابو محمد اسماعیل صاحب تعارف کراتے رہے۔ بعد فراغت اپنی ڈیوٹی تمام نگاہ بر جا کر ... ملاقات کو ... مجھے خیال آیا۔ کہ اگر کسی سے بیچ کرنا ہو تو بیعت ہو۔ کہ

کو یہاں سے طریق حج سیکھ جاتے۔ کیونکہ قادیان حج کا سبق ہے۔ چنانچہ جب جلسہ میں تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ شروع ہوئی تو ایسی ہی تھی۔ غرض تین دن تک سماعہ وہ نکات و معارف قرآنی مبلغان سلسلہ عالیہ سے سنے کہ نہ آگے کبھی آنکھوں نے دیکھے اور نہ کانوں نے سنے۔ بس گویا کہ اختلافات کے جنگ زار سے نکل کر روضۃ من ریاض الجنۃ میں پہنچ گیا۔

الحمد للہ علی ذالک و نشکر علی نعمہ الظاہرۃ والباطنۃ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود والمہدی المعہود و علی خلفاء اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

خاکسار نور الدین مالوی ضلع فیروز پور

وصایا

نمبر ۵۲۵ مکرر:- منکہ محمد اسمٰعیل ولد میاں کرم بخش قوم شیخ پیشہ درزی عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۸/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری آمدنی ماہوار فی الحال پندرہ روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اگر کوئی اور جائیداد بناؤں تو میری وفات کے بعد اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے ورثاء کو اس کے دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

العبد:- بقلم خود آغا محمد اسماعیل ٹیلر ماسٹر

گواہ شد:- عبد الغفور خاں بقلم خود۔

گواہ شد:- عبد الغفور ریڈر تحصیل ایبٹ آباد حال قادیان

نمبر ۵۲۶ مکرر:- منکہ چوہدری عبد اللہ خاں بی۔ اے ولد چوہدری بڈھے خاں قوم جٹ چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت اندازاً ماہ ستمبر ۱۹۲۸ء ساکن موضع چیلے کے ڈاکخانہ گوراپہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۶/۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۶۶/۱۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد:- چوہدری عبد اللہ خاں بی۔ اے

گواہ شد:- قاضی محمد رشید امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ بلوچستان۔ گواہ شد:- ایم۔ اے ایاز سیکرٹری جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد:- مولوی محمد حسین صاحب اپر ڈویژن اسسٹنٹ کوئٹہ آرسنل۔ ملک بلوچستان۔

اطلاع

اخبار الحکم کے تمام بقایاداروں کی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ از راہ کرم بذریعہ منی آرڈر اپنی قیمتیں ارسال فرما دیں۔ ورنہ وہ وی۔پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔

مینجر

وصایا

نمبر ۵۴۶:- منکہ نور محمد بی۔ اے ولد چوہدری محمد بخش قوم الرائی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تین ماہ دس دن تاریخ بیعت ۱۵ ستمبر ۱۹۳۱ء ساکن بنگہ ڈاک خانہ خاص تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰/۴ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان سکونتی محلہ مدی طواہ نکودر قیمتی ایک ہزار روپیہ۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۱۰/۸/۷۱ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مدمیں کروں تو اس قدر روپیہ ان کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:- نور محمد بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سکنہ بنگہ حال سیکنڈ ماسٹر ڈی۔ بی۔ اے۔ وی مڈل سکول امب ضلع ہوشیار پور۔

گواہ شد:- عبد العزیز مولوی فاضل ٹیچر ڈی۔ بی ہائی سکول نکودر ضلع جالندھر حال قادیان بقلم خود

گواہ شد:- فیروز خاں سکرٹری انجمن احمدیہ چھنلانہ ضلع ہوشیار پور حال قادیان نشان انگوٹھا

نمبر ۵۴۸:- منکہ فاطمہ بی بی زوجہ عبد اللہ احمدی قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۳۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائیداد فقط وہ رقم مہر ہے جو خاوند سے مجھے ملنا ہے۔ جو کہ مبلغ یکصد روپیہ ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جس میں بیس روپے کا زیور ہے۔ اور باقی بذمہ خاوند کے ہے۔ جس کا حصہ وصیت جو مبلغ دس روپیہ تک ہو سکتا ہے۔ وہ ہر سال کی دو فصلوں پر نصف رقم یعنی ۵/۰ روپیہ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ماہ جیٹھ سمت ۹۱ بکرمی اور دوسری قسط ۵/۰ روپیہ ماہ مگھیاہ جیٹھ سمت ۹۲ بکرمی کو ادا کر دونگی۔

ماسوا اس کے میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- نشان انگوٹھا۔ فاطمہ بی بی زوجہ عبد اللہ قوم ارائیں سکنہ قادیان

گواہ شد:- عبد اللہ خاوند موصیہ

گواہ شد:- عبد الرحیم مہاجر بقلم خود از قادیان ۵/۱۲/۳۳

نمبر ۵۴۹:- منکہ محمد رمضان ولد بڈھا قوم زمیندار عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۴ اپریل ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) زمین ایک کنال بر لب سڑک ریلوے روڈ قیمتی ۲۵۰/۰ روپیہ۔

(۲) ایک مکان واقعہ محلہ ارائیاں مالیتی ۳۰۵/۰ روپے کا ہے۔

اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- محمد رمضان قادیان ۳۶/۴/۴

گواہ شد:- ڈاکٹر محمد بخش سلوتری پنشنر محلہ دار الرحمت قادیان بقلم خود

گواہ شد:- محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان

برکات قادیان

(از صوفی فضل الٰہی احمدی بمبئی والا)

میں مردہ تھا۔ برکات قادیان کا صدقہ خدا نے مجھے زندگی دی۔ خدا تعالےٰ کے پیارے مسیح موعود نے آج سے کئی سال پہلے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے قادیان کی زمین کو برکت دی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے رسول کی تخت گاہ ہے۔ پس کون ہے جو خدا تعالےٰ کے منشاء اور ارادہ کو پورا کرنے میں روک ڈالے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

کہ دائم قائم زندہ خدائے خالق اور مالک کی حکومت کے سامنے ہر کوئی مجبور ہے۔ پھر اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں۔ ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

ہر وہ شخص جو قادیان آتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کردہ کلمات طیبات کی صداقت پر اپنے آنے کی گواہی دیتا ہے جو کہ خدا تعالےٰ کے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ خاکسار کا بھی قادیان دار الامان میں آنحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کردہ کلمات مبارک کی صداقت پر گواہی دینے کے لئے ہی ہے۔ وطن خاکسار کا منگھورہ ضلع ہزارہ ہے جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب تک خاکسار کی عمر کا زیادہ حصہ بمبئی میں گذرا ہے۔ مئی ۱۹۳۴ء بغرض وطن جانے کے لئے خاکسار نے بمبئی کو چھوڑا۔ قادیان دار الامان میں ایک ماہ کے قیام کے بعد لاہور ہوتا ہوا اپنے ایک ہم وطن دوست سید محمد عبد اللہ صاحب کے ہمراہ اپنے وطن پہونچا۔ وطن میں کچھ دنوں کے قیام پر خاکسار انتہائی شدید دمہ کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔

ڈاکٹر حکیم اور پھر عام لوگوں میں سے جو بھی مجھے دیکھتا۔ میرے متعلق اپنے نقطۂ خیال سے یہی فیصلہ کرتا۔ کہ صوفی آج یا کل کا مہمان ہے۔ علاج میں ممکن سے ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن ہر کوشش اس مثل کی مصداق ہوگئی ہے ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اپنے گاؤں منگھورہ سے خاکسار مانسہرہ ضلع ہزارہ آگیا مانسہرہ میں ہمارے احمدی بھائیوں نے بھی میرے مرض کے علاج میں انتہائی اخلاص سے کام لیا (خدا تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے آمین)

مانسہرہ کے ۸۔۹ ماہ کے قیام میں جب علاج کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو خاکسار مانسہرہ چھوڑ کر ٹیکسلا ضلع راولپنڈی آیا۔ ٹیکسلا آنے پر بھی علاج میں بدستور پوری پوری کوشش کی گئی۔ جب کوئی صورت کارگر نظر نہ آئی۔ تو یہ خیال کر کے کہ خاکسار کو قادیان کی سرزمین پاک میں دفن ہونا چاہئیے۔ دسمبر ۱۹۳۴ء قادیان آیا۔ چند دنوں میں برکات قادیان کا صدقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کا صدقہ اور دوسرے بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کا صدقہ خاکسار کو مرض الموت سے نجات عطا فرمائی۔ الحمد للہ رب العالمین!

بیماری کے دنوں قادیان دار الامان آنے پر خاکسار کے ساتھ جن بزرگان سلسلہ نے تعاون فرمایا۔ ان کے اسمائے گرامی کا ذکر نیک یادگار کے طور پر ضروری ہے حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ خاندان حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ خاندان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم و مغفور خاکسار کے ساتھ ذکر کردہ بزرگوں نے اپنے اپنے خیال سے تعاون فرمایا۔ خدا تعالےٰ سے درخواست ہے۔ کہ ان کو لمبے زمانہ تک صحت و وافیت کے ساتھ دنیا میں قائم رکھے۔ اور نیک کاموں میں تعاون کی توفیق اور زمانہ عنایت فرماتا رہے۔ آمین۔

خاکسار کی مرض کو مرض الموت سمجھنے والے حکیم۔ ڈاکٹر اور پھر عام لوگ منگھورہ۔ مانسہرہ۔ ٹیکسلا کے رہنے والے احمدی اور غیر احمدی صاحبان ابھی تک بطور گواہ بولتے زندہ موجود ہیں۔

ایک بزرگ نے کیا ہی صحیح اور درست فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں ؎

چہ گویم با تو گر آئی جہاد در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

خدا تعالےٰ کے رحم احسان سے مجھ خاکسار کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام پاک اور ساتھ ہی مذکورہ بالا الفاظ مبارک کی صداقت پر زندہ گواہ بنایا۔ خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ مبارک ہیں وہ انسان جو خدا کی رضامندی کی خاطر خدا تعالےٰ کے رسول کی تخت گاہ قادیان دار الامان میں آنے کے لئے اپنے قدم اٹھاتے ہیں۔ خدا ان کو کبھی بھی اپنے رحم و احسان سے محروم نہیں فرمائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولےٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضروری دیا کریں۔

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم قادیان سے شائع ہوا

عالم اسلامی کا ایک اور تاجدار اُٹھ گیا

جلالۃ الملک احمد فواد الاول بادشاہ مصر کی وفات!

میں نہایت رنج اور افسوس سے جلالۃ الملک احمد فواد الاول بادشاہ مصر کی وفات حسرت آیات کی خبر شائع کر رہا ہوں۔ مجھے بادشاہ کے اخلاق و عادات کا آٹھ سال تک ان کے ملک میں اور پھر ان کے پایہ تخت میں رہ کر مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ میں عالم اسلامی کے اس وجود کو از حد غنیمت خیال کرتا تھا۔ دو تین سال کے عرصہ میں عالم اسلامی میں نہایت عظیم الشان لوگوں کی وفات نے ایک خلا پیدا کر دی ہے۔ اور اس خلا میں مزید اضافہ ان ملوک اسلام کی موت نے کر دیا۔ جو افغانستان۔ عراق اور مصر میں فوت ہو گئے۔

بادشاہ معظم اپنے ملک میں بہت محبوب تھے۔ اور ملک نے ان کے عہد حکومت میں بہت بڑی ترقی کر لی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے ملک کو یورپ کے ہم پایہ بنا دیں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے کروڑوں پونڈ صرف کئے۔ ان کی شخصیت صرف مصر کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی کے لئے بہت بڑی برکت کا باعث تھی۔ وہ تمام مسلمانان عالم سے محبت کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سی مساجد کو جو ابتدائے عہد اسلام کے زمانہ کی بنی ہوئی تھیں۔ اور مرور ایام سے خستہ ہو کر گر رہی تھیں ہزارہا پونڈ کے صرف سے درست کرا دیا۔

پندرہ ہزار پونڈ کے صرف سے ایک بہترین نسخہ قرآن کریم کا اپنے شاہی مطبع میں چھاپ کر ہزارہا کی تعداد میں مفت تقسیم کیا۔

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی اسلامی خدمات سنکر انہیں باریابی کا شرف بخشا۔ چین اور البانیا کے طالب علموں کے لئے سہولتیں پیدا کیں۔ چین کے لیڈروں کو شرف باریابی بخشا۔ اور ان کی درخواست پر دو علماء کو چین بھیج دیا۔ سینکڑوں روپے کی کتب کانٹن کی لائبریری کے لئے ارسال فرمائیں۔

ازہر کی اصلاح کی۔ مصر کی سیاسی زعامت اور بیداری میں بڑا حصہ لیا۔ مصری یونیورسٹی کو یورپ کی یونیورسٹیوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔

لاکھوں روپیہ کی خیرات سالانہ تقسیم کرایا کرتے تھے۔ اور صدہا طالب علموں کو یورپ۔ امریکہ کی یونیورسٹیوں میں بھجواتے تھے۔

الغرض } ان کے زمانہ حکومت میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو مکمل آزادی اور حریت تھی۔ اور وہ مسلمانان عالم کی تحریکوں میں مکمل دلچسپی لیتے تھے۔ تمام بلاد عربیہ کو روتے ہوئے چھوڑ کر ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء کو راہی ملک عدم ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(مفصل دوسری جگہ)

میری علالت اور خریداران الحکم

تقریباً ایک سال کا عرصہ ہونیکو ہے جب میں میریا بخار سے بیمار ہوا۔ بخار ٹوٹنے کے بعد مجھ پر مرض ذیابیطس نے حملہ کر دیا۔ جس سے دن بدن نقاہت بڑھتی گئی اور یہاں تک ہو گئی کہ میری حالت اس درجہ کمزور ہو گئی کہ کئی کئی دن تک باوجود خواہش کے کچھ لکھ نہ سکتا تھا۔ مگر کبھی کسی نہ کسی طرح کر کے اخبار الحکم کو ایڈٹ کرتا رہا۔ اس کا لازمی اثر یہ تھا کہ جس محنت سے اخبار پہلے ایڈٹ ہوتا تھا۔ اس محنت سے بعد میں ایڈٹ نہ ہو سکا۔ جس کا اعتراف ۱۴ اپریل کے پرچہ میں میں نے یوں کیا:۔

ہمارا ہفتہ وار اخبار کی ایسی حالت نہیں کہ متعدد ایڈیٹر اس میں کام کریں۔ ایک ہی ایڈیٹر ہوتا ہے اس کے دم سے اخبار کی زندگی ہوتی ہے۔ اگر وہ بیمار ہو جاوے تو سارا کام بند ہو جاتا ہے۔ اور خود خارج بیٹھ جاتا ہے۔ ایک سال ہونیکو آیا کہ میری بیماری کا سلسلہ شروع ہوا ہے مجھے کثرت پیشاب کی شکایت ہے۔ اور اس میں شکر آتی ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک میں اس تکلیف کو برداشت کرتا رہا۔ مگر اب حالت ایسی ہو گئی ہے۔ کہ میرے لئے بعض اوقات قلم تک پکڑنی سخت مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کا لازمی اثر اخبار پر پڑ رہا ہے۔ اخبار وقت سے بے وقت ہو گیا ہے۔ میں احباب سے اس بے نظمی کی وجہ سے معذرت چاہتا ہوں۔

اس نوٹ کے شائع ہو جانیکے بعد میری حالت اسقدر گر گئی کہ میں کچھ بھی لکھ نہ سکا۔ یہ خیال کرتا تھا کہ صحت کچھ بحال ہو جائیگی تو کچھ لکھونگا۔ مگر میں سخت افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ گذشتہ ڈیڑھ مہینے ایک لفظ بھی نہ لکھ سکا اور اس طرح ۲۱ اپریل سے ۷ اپریل کے پرچے شائع نہ ہو سکے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس عرصہ میں میں نے کچھ ہی نہ لکھا۔ واقعہ یہ ہے۔ متعدد صفحات کاتب سے لکھوائے جانے تھے۔ اور پھر وقت گذر جانیکی وجہ سے ردی کر دینے پڑے۔ نمونہ کے طور پر بادشاہ مصر کی وفات کا مضمون ایک ماہ قبل کا لکھا ہوا آج شائع کر رہا ہوں۔

ان تمام حالات کو ندامت اور افسوس سے شائع کرتا ہوں۔ میری بیماری میرے امکان اور طاقت سے باہر ہے۔ اس وقت بھی یہ حالت ہے۔ کہ یہ عذر بھی ایک دوسرے شخص سے لکھوا رہا ہوں۔ پیشاب کی مرض کے ساتھ نقاہت اور کمزوری کا دورہ ہے۔ طبی مشورہ کے ماتحت قادیان سے کچھ عرصہ کیلئے باہر جا رہا ہوں۔ عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی جو میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ اہتمام دفتر الحکم کیلئے قادیان پہنچ گئے ہیں۔ میری غیر حاضری میں وہ اخبار کا اہتمام جاری رکھینگے احباب سے درخواست ہے کہ میرے لئے دعا جاری رکھیں اور عزیز موصوف کی مدد اسطرح سے فرمائینگے کہ جو بقائے ان کے ذمہ ہیں ان کو ادا کر دیں گے۔ تا ان کے اخراجات میں کسی قسم کی دقت واقع نہ ہو۔ والسلام

محمود احمد عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم

وصایا

نمبر ۱۸۵ میں کہ منکہ فرزند علی ولد عمر دین قوم شیخ ساکن موضع مہر ریخ تحصیل نکودر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ر نومبر ۱۹۱۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کو دیا جاوے باقی میری تمام جائداد کو بعد میرے انتقال کسی دوسری وصیت جو میں کروں احکام شرعی کے مطابق میرے پسماندگان میں تقسیم کر دیا جاوے۔ اگر تقسیم ترکہ میں کسی قسم کا تنازعہ پیدا ہو تو اس کا فیصلہ امیر المومنین وقت یعنی حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی سے کرایا جاوے۔ اور اس فیصلہ کو قطعی سمجھا جاوے۔

اگر میں اپنی جائداد وصیت کردہ کی قیمت کو اپنی زندگی میں ادا کر دوں یا کسی غرض سے کوئی رقوم اپنی حین حیات میں مقبرہ بہشتی کی مد میں ادا کر دوں تو ایسی رقوم کو میرے ترکہ کے دسویں حصہ کی طرف جس کا میں نے صدر انجمن کیلئے وصیت کی ہے محسوب کی جاوے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
عبد الرحمن کلرک دفتر	فرزند علی عفی عنہ	محمد الطاف ماسٹر مدرسہ
پی۔ ایچ اور انڈیا شملہ	ہیڈ کلرک قلعہ میگزین	انگریزی قادیان

حال وارد دارالامان قادیان ۱۸ / ۱۱ / ۱۰ ۔ فرزند علی دارالامان قادیان ۱۸ / ۱۱ / ۱۰